ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جنوری 2020ء - جمادی الاولیٰ 1441ھ (جلد 17 شمارہ 05)

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 17 شمارہ 05

جنوری 2020ء - جمادی الاولیٰ 1441ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ........25 روپے

سالانہ........300 روپے

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..............طاقت اور اقتدار کے نشہ کا انجام.............مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: آخری قسط)....سورہ بقرہ کی آخری دو اہم وجامع آیات......// // 5

درسِ حدیث....عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط4)...// // 21

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..// // 27

مصائب کے اسباب اوران کا حل (قسط1)..............................مولانا شعیب احمد 36

ماہِ ذوالحجہ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولانا طارق محمود 39

علم کے مینار:..عہدِ تابعین وتبع تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج....مفتی غلام بلال 41

تذکرۂ اولیاء: ....عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ خندق اور

ذات الرقاع میں شرکت..مفتی محمد ناصر 47

پیارے بچو!...................ریموٹ والی گاڑی...................مولانا محمد ریحان 50

بزمِ خواتین............ایک سے زیادہ شادیاں کرنا (حصہ چہارم)........مفتی طلحہ مدثر 52

آپ کے دینی مسائل کا حل.......انگوٹھی پہننے کا حکم (قسط3)..............ادارہ 61

کیاآپ جانتے ہیں؟..معوذتین کے قرآن مجید کا حصہ ہونے کی تحقیق...مفتی محمد رضوان 75

عبرت کدہ .... فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن''

کی دعوت (حصہ اول)..مولانا طارق محمود 83

طب وصحت.............کمون (یعنی زیرہ).............حکیم مفتی محمد ناصر 86

اخبارِ ادارہ.........ادارہ کے شب وروز................................// // 90

اخبارِ عالم......قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں.............مولانا غلام بلال 91

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

طاقت اور اقتدار کے نشہ کا انجام

دنیا میں عام طور پر دنیاداروں کی رِیت ہے کہ جس کے پاس جس وقت طاقت و اقتدار ہوتا ہے، اس وقت اس کا ایسا نشہ اس کے دل ودماغ پر سوار ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ماضی اور مستقبل کو بھول جاتا ہے کہ میری ابتداء کیسے ناپاک اور گندے قطرے سے ہوئی، اور میرا مستقبل کیا ہے؟ اس لیے وہ اپنی طاقت و اقتدار کے نشہ اور گھمنڈ میں مست اور سرشار ہو کر اپنی طاقت و اقتدار کا اندھا دھند استعمال کرتا ہے، خوب دل کھول کر اپنے مخالفوں، کمزوروں اور اپنے ماتحتوں پر ظلم وستم اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتا ہے، لیکن ایک دن اس پر وہ بھی آتا ہے، جب یہ مٹی کا ڈھیر ہو جاتا ہے، اس کی طاقت اور اقتدار کا تمام گھمنڈ اور غرور خاک میں مل جاتا ہے، اور بعض اوقات دنیا میں یہ اپنی عام ضروریات کے لیے اپنے ماتحتوں سے بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

دنیا میں اس طرح طاقت و اقتدار والوں کا غرور خاک میں ملنے کی اتنی مثالیں تاریخ میں بھری پڑی ہیں کہ جن کو حد وشمار میں لانا مشکل ہے۔

فرعون جیسے ظالم وجابر اور قارون جیسے گھمنڈی حکمرانوں کا انجام تو سب کو معلوم ہی ہے، ہٹلر جیسے سفاک ظالم بھی ایک دن خاک کا ڈھیر بن گئے، اور اکثر وبیشتر، اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں ان ظالموں کے انجام کو دنیا والوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا۔

ہمارے ملک میں اس کی ایک تازہ مثال، پاکستان کے سابق جنرل پرویز مشرف صاحب کی ہے کہ جو اپنے دورِ اقتدار میں طاقت کے نشہ میں اس قدر سرشار تھے کہ اس وقت، ان کی طاقت و اقتدار کے مقابلہ میں نہ کسی سیاست دان کی کوئی حیثیت نظر آتی تھی، اور نہ غیر سیاست دان کی، نہ ان کو کسی عالم وبزرگ کی رائے کا احترام تھا، اور نہ مسجد اور دینی طلبہ وطالبات کی عظمت واحترام کی فکر تھی، اس وقت ان کو ذاتی طور پر جو کچھ سوجھتا تھا، وہ کسی رکاوٹ کے بغیر اس کو کر گزرتے نظر آتے تھے۔

لیکن ایک وقت وہ بھی آیا، جب انہیں اپنی اقتدار والی زمین پر رہنا سہنا اور زندگی گزارنا مشکل ہوگیا، اور وہ اس سرزمینِ پاکستان سے باہر پردیس میں ایک طویل وقت گزارنے پر مجبور ہوگئے، اور آخر کار تین ججوں کے سامنے اپنی سرزمین سے دور بیٹھ کر انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنے لیے انصاف کا سوال کرتے ہوئے نظر آئے، اور ان کو اتنی ہمت نہ ہوسکی کہ اس سلسلے میں اپنے کردار کے متعلق تین ججوں کے سامنے آکر اپنی صفائی پیش کرسکیں، اور ایک دن دنیا نے وہ بھی دیکھا کہ خصوصی عدالت کے دو جج حضرات کو ان کے سنگین غداری کیس میں ذلت آمیز انداز میں سخت سزائے موت کا فیصلہ سنانے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوئی، اور ان کی حمایت کرنے والے حکمرانوں اور اداروں کی طرف سے کوششوں کو بھی کامیابی نہ ملی، اور ان کی طرف سے انصاف نہ ملنے کے شکوے سامنے آتے رہے، جن کا سلسلہ اب تک جاری ہے، آگے آگے دیکھیے، ہوتا ہے کیا؟

اس قسم کے واقعات میں عبرت وبصیرت حاصل کرنے والوں کے لیے واضح سامان ہے۔

" فَاعْتَبِرُوْا یَاأُولِی الْأَبْصَارِ "

آج بھی جو لوگ سیاسی یا غیر سیاسی اقتدار کی طاقت کے نشہ اور گھمنڈ میں ہیں، اور اپنی طاقت کے من مانے استعمال کو اپنی کامیابی کا زینہ سمجھتے ہیں، ان کے لیے بے شمار تاریخی واقعات اور بطورِ خاص سابق جنرل پرویز مشرف صاحب کا یہ واقعہ درسِ عبرت کا سامان پیش کررہا ہے کہ دنیا میں حاصل ہونے والی طاقت اور اقتدار عارضی اور بہت عارضی ہے، اگر کوئی اس کے نشہ اور گھمنڈ میں مبتلا ہوکر طاقت واختیار کا بے جا اور بے تکا استعمال کرتا ہے، تو اسے اپنے ماضی کے ساتھ ساتھ اپنے مستقبل اور اللہ کی بے آواز لاٹھی کو نہیں بھولنا چاہیے، اور اس عارضی طاقت واقتدار اور اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کرکے مستقبل میں اپنی ذلت ورسوائی کا سامان نہیں کرنا چاہیے، اور اس کے بجائے، اپنے آپ کو انبیائے کرام اور اللہ کے ان نیک بندوں کے نقشِ قدم پر چلانا چاہیے، جنہوں نے کبھی اپنے اختیار کا ناجائز استعمال نہیں کیا، اور اپنے ماتحتوں اور کمزوروں پر ظلم وستم نہیں کیا، جس کے نتیجے میں ان کو اس دنیا وبرزخ میں بھی اللہ نے عزت واکرام کا شرف بخشا، اور آخرت میں بھی سب کے سامنے ان شاء اللہ تعالیٰ، ان کو عزت واکرام کی نعمت سے سرفراز کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اِن ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: آخری قسط، آیت نمبر285,286) مفتی محمد رضوان

سورہ بقرہ کی آخری دو اہم وجامع آیات

آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ،وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ.

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا،لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا،رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ،وَاعْفُ عَنَّا،وَاغْفِرْ لَنَا، وَارْحَمْنَا،اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآيات٢٨٥، ٢٨٦)

ترجمہ: ایمان لایا رسول، اس چیز پر، جو نازل کیا گیا، اس کی طرف، اس کے رب کی طرف سے (یعنی قرآن مجید) اور سب مومن (بھی) ہر ایک ایمان لایا اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر، نہیں تفریق کرتے ہم، اس کے رسولوں میں سے، کسی کے درمیان،، اور کہا انہوں نے کہ سن لیا ہم نے اور اطاعت کرلی ہم نے، ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں، اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

نہیں مکلّف کرتا اللہ، کسی نفس کو، مگر اس کی وسعت کے مطابق، اس (نفس) کے (فائدہ) کے لیے ہے، وہ جو اِس نے کمایا، اور اس (نفس) کے خلاف ہے، جو اس نے خود کمایا، اے ہمارے رب! نہ پکڑ کرنا، ہماری اگر بھول گئے ہوں ہم، یا خطا کی ہو ہم نے، اے ہمارے رب! اور نہ ڈال ہم پر بوجھ، جس طرح ڈالا تھا، تو نے ان لوگوں پر، جو ہم سے پہلے تھے، اے ہمارے رب! اور نہ ڈالیے ہم پر، وہ بوجھ کہ نہیں طاقت ہے

ہمیں، اس کی، اور درگزر فرمایئے ہم سے، اور مغفرت فرمادیجیے ہماری، اور رحم فرمایئے ہم پر، تو ہی مولیٰ ہے ہمارا، پس مدد فرمایئے ہماری کافروں کی قوم پر (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

یہ سورہ بقرہ کی آخری دو آیات ہیں، جن کی احادیث میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔
اور ان آیات میں پہلے تو ایمان کی بنیادی تعلیمات کا ذکر کیا گیا ہے، اور پھر عظیم الشان اور انتہائی جامع دعاء کی تعلیم دی گئی ہے۔

سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، انْتُهِيَ بِهٖ إِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا، وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا، قَالَ: (إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى) قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ

(مسلم، رقم الحديث ۲۷۹ "۱۷۳" كتاب الايمان، بَابٌ فِي ذِكْرِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى)

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں سیر کرائی گئی، تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، جو کہ (یعنی اس کی جڑ) چھٹے آسمان میں ہے، جو چیز بھی زمین سے چڑھتی ہے، وہ وہیں جا کر رُکتی ہے، اور وہیں سے اس کو (بحکمِ الٰہی) لیا جاتا ہے، اور اسی سدرۃ المنتہیٰ تک وہ چیز بھی آ کر ٹھہرتی ہے، جو اس سے اوپر سے آتی ہے، اور وہیں سے اس کو (بحکمِ الٰہی) لیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا (سورہ نجم میں) ارشاد ہے کہ "جب ڈھانپ لیا سدرہ کو اس چیز نے، جس چیز نے کہ ڈھانپ لیا" فرمایا کہ

سونے کے فرش نے(ڈھانپ لیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو(معراج کی رات میں) تین چیزیں عطا کی گئیں، پانچ نمازیں عطا کی گئیں، اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں عطا کی گئیں، اور آپ کی امت میں سے جو شرک نہ کرے، اس کے ہلاک کرنے والے(یعنی کبیرہ) گناہوں کو(ایک نہ ایک دن، خواہ سزا پا کر ہی کیوں نہ ہو) معاف کردیا جائے گا(مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں انتہائی عظیم الشان ہیں کہ ان کو خاص معراج کی رات میں عطا فرمایا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَمَا جِبْرِيلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: " هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ، وَقَالَ: أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ "(مسلم، رقم الحديث ٨٠٦ "٢٥٤")

ترجمہ: ہمارے درمیان حضرت جبریل، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اوپر سے ایک آواز سنی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا، حضرت جبریل نے فرمایا کہ یہ دروازہ آسمان کا ہے، جسے صرف آج کے دن کھولا گیا ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا، پھر اس سے ایک فرشتہ اترا، حضرت جبریل نے فرمایا کہ یہ فرشتہ جو زمین کی طرف اترا ہے، یہ آج سے پہلے کبھی نہیں اترا، اس فرشتے نے سلام کیا ،اور کہا کہ آپ کو ان دو، نوروں کی خوشخبری ہو، جو آپ کو عطاء کیے گئے جو کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو عطاء نہیں کیے گئے، ایک فاتحۃ الکتاب(یعنی سورہ فاتحہ) اور دوسری سورۃ البقرہ کی آخری آیات، آپ ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے، آپ کو اس کے

مطابق دیا جائے گا (مسلم)

مذکورہ حدیث سے بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ ساتھ، سورہ بقرہ کی آخری دو آیات، بلکہ ان کے ایک ایک حرف کی عظیم فضیلت واہمیت معلوم ہوئی۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اقْرَأْ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَإِنِّي أُعْطِيتُهُمَا مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ "(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۳۲۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھا کرو، کیونکہ مجھے یہ دونوں آیتیں عرش کے نیچے سے عطا کی گئی ہیں (مسند احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أُعْطِيتُ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ بَيْتِ كَنْزٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ، لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي "(مسند احمد،رقم الحدیث ۲۱۳۴۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں مجھے عرش کے نیچے ایک کمرے کے خزانے سے دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں (مسند احمد)

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے عرش کے نیچے اور اس کے بھی مخصوص خزانے والے حصے سے عطا کیے جانے سے ان دو آیات کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ، فَأَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ، فَخَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَلَا يُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا الشَّيْطَانُ "(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۴۱۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل کتاب لکھ دی تھی، اور اس میں سے دو آیتیں نازل کرکے ان کے ذریعے سورہ بقرہ کا اختتام فرمادیا، لہٰذا جس گھر میں تین راتوں تک سورہ بقرہ کی آخری دوآیتیں پڑھی جائیں گی، شیطان اس گھر کے قریب نہیں آسکے گا (مسند احمد)

شیطان کے مفہوم میں تکلیف ونقصان پہنچانے والے جنات بھی داخل ہیں، خواہ وہ خود سے تکلیف ونقصان پہنچائیں، یا کوئی سحر، اور جادوٹونے کے ذریعے سے جنات کو استعمال کرکے تکلیف ونقصان پہنچانا چاہے۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيهِ (بخاری، رقم الحدیث ۴۰۰۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دوآیتیں رات کو سوتے وقت پڑھ لیا کرے، وہ اس کے لئے کافی ہیں، عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میں خود حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملا، وہ کعبہ کا طواف کررہے تھے، میں نے اس حدیث کے بارے میں ان سے پوچھا، تو انہوں نے یہ حدیث اسی طرح بیان فرمائی (بخاری)

اس حدیث سے رات کے وقت سورہ بقرہ کی آخری دوآیتوں کے تلاوت کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی کہ اس کی برکت سے انسان وجنات کے شرور یا رات کے شرور سے حفاظت ہوتی ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ان دوآیات کو سوتے وقت پڑھنے کی وجہ سے رات بھر کی عبادت کی طرف سے کفایت ہوجاتی ہے۔

---

[1] كفتاه قيل معناه كفتاه من قيام الليل وقيل من الشيطان وقيل من الآفات ويحتمل من الجميع (شرح النووی علیٰ مسلم، ج٦ ص ٩١، ٩٢، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اللہ اوراس کے رسول وغیرہ پر ایمان لانے کا حکم

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت کے شروع میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ”اللہ کی طرف سے رسول پر جو کچھ نازل کیا گیا، اس پر رسول بھی خود ایمان لایا، اور مومن بھی ایمان لائے، اور یہ سب ”اللہ“ اس کے فرشتوں، اوراس کی کتابوں، اوراس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے، اورانہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اللہ کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے کہ کسی رسول پر ایمان لائیں، اور کسی پر ایمان نہ لائیں“

قرآن مجید کی کئی دوسری آیات میں بھی ان چیزوں کا ذکر ہے۔

چنانچہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (سورة آل عمران، رقم الآية ١٧٩)

ترجمہ: پس ایمان لاؤتم، اللہ پر اوراس کے رسولوں پر، اوراگرتم ایمان لاؤ گے، اور تقویٰ اختیار کروگے، تو تمہارے لیے اجرِ عظیم ہے (سورہ آلِ عمران)

مذکورہ آیت سے اللہ اوراس کے رسول پر ایمان لانے اوراس کے اجرِ عظیم کا پتہ چلا۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(من قرأهما فی ليلة كفتاه) من شر الإنس والجن أو أغنتاه عن قيام الليل بالقرآن (ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى، ج٦ص ٢٦٩، كتاب المغازى، باب بلاترجمة بعد باب شهود الملائكة بدرا)

(فی ليلة كفتاه) أجزأتا عنه من قيام الليل أو عن قرائة القرآن مطلقا أو من الشيطان وشره أو دفعتا عنه شر الإنس والجن(ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى، ج٧ص ٤٦١، كتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة)

(فی ليلة كفتاه) أى عن قيام الليل أو من آفات تلك الليلة أو من الشيطان(ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى للقسطلانى، ج٧ص ٤٨٣، كتاب فضائل القرآن،باب فی كم يقرأ القرآن؟)

وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيۡدًا (سورة النساء،رقم الآية ۱۳۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایمان لاؤتم ،اللہ پر اوراس کے رسول پر اوراس کتاب پر جو نازل کی ہے اس نے اپنے رسول پر،اوراس کتاب پر جونازل کی تھی اس سے پہلے،اور جو کفر کرے گا،اللہ کے ساتھ،اوراس کے فرشتوں کے ساتھ،اوراس کی کتابوں کے ساتھ،اوراس کے رسولوں کے ساتھ،اورآخرت کے دن کے ساتھ،تووہ گمراہی میں پڑ جائے گا،دورکی گمراہی میں (سورہ نساء)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن،اس وقت تک مومن شمار نہیں ہوتا،جب تک اللہ،اس کے رسول اوراس کی نازل کردہ تمام کتابوں پرایمان نہ لائے،اوران چیزوں کے انکار سے انسان کافر ہوجاتا ہے،اوردور دراز کی گمراہی میں چلا جاتا ہے،اوردائمی عذابِ جہنم کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

آخرت پر ایمان بھی مذکورہ چیزوں پرایمان کا حصہ ہے،اوراس کے بغیر بھی،کسی کا ایمان معتبر نہیں۔

سورہ حدید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الصِّدِّيۡقُوۡنَ ‌ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ وَنُوۡرُهُمۡ‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ (سورة الحديد، رقم الآية ۱۹)

ترجمہ: اوروہ لوگ جوایمان لائے ،اللہ پر اوراس کے رسولوں پر،یہ لوگ ہی صدیق ہیں اورشہداء ہیں،اپنے رب کے نزدیک،ان کے لیےان کا اجر ہے،اوران کا نور ہے ،اوروہ لوگ جنہوں نے کفر کیا،اورتکذیب کی ہماری آیات کی،یہ لوگ ہی جہنم والے ہیں (سورہ حدید)

مذکورہ آیت میں اللہ اوراس کے رسول پرایمان لانے پر بڑے عظیم الشان درجات اور فضائل حاصل ہونے کا ذکر ہے۔

اوررسول پر ایمان لانے میں اس کی لائی ہوئی تمام چیزوں پرایمان لانا بھی داخل ہے،جن میں سے اہم چیزوں کا ذکر گزشتہ آیات میں بھی گزرا۔

اور سورہ حدید میں ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (سورة الحديد، رقم الآية ۲۱)

ترجمہ: دوڑو تم اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کی طرح ہے، تیار کی گئی ہے وہ، اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر، یہ اللہ کا فضل ہے، عطا کرتا ہے اُسے، جس کو چاہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورہ حدید)

مذکورہ آیت میں بھی عظیم اور وسیع جنت کی بشارت ان لوگوں کو دی گئی ہے، جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں، جس کے متعلق کچھ وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا. أُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا. وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ أُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (سورة النساء، رقم الآيات ۱۵۰ الیٰ ۱۵۲)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو کفر کرتے ہیں، اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ، اور ارادہ کرتے ہیں اس کا کہ تفریق کریں، اللہ کے درمیان اور اس کے رسولوں کے درمیان، اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے بعض پر، اور کفر کیا ہم نے بعض کا، اور ارادہ کرتے ہیں وہ، اس کا کہ بنالیں اس کے درمیان راستہ۔ یہ لوگ ہی کافر ہیں برحق، اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لیے اہانت والے عذاب کو۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اللہ پر اور اس کے رسولوں پر، اور نہیں تفریق کی انہوں نے ان میں سے کسی کے

درمیان، یہی لوگ ہیں، عنقریب عطا کریں گے ہم ان کو ان کے اجر، اور ہے اللہ غفور، رحیم (سورہ نساء)

مذکورہ آیات میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لانے، اور اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کرنے، اور بعض پر ایمان لانے، اور بعض کا انکار کرنے والوں کے کافر برحق ہونے کا فیصلہ سنایا گیا ہے۔

مذکورہ اور اس جیسی آیات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو کوئی اللہ پر تو ایمان لانے کا دعویٰ کرے، لیکن اس کے رسول پر ایمان نہ لائے، یا اس کے تمام رسولوں یا تمام کتابوں پر ایمان نہ لائے، خواہ کسی ایک کتاب یا رسول یا بعض پر ایمان لے آئے، جیسا کہ یہود اور عیسائیوں کا معاملہ ہے، یا اس کے فرشتوں پر ایمان نہ لائے، تو وہ اللہ کے نزدیک مومن شمار نہ ہوگا، خواہ وہ اپنے آپ کو کتنا بڑا موحد نہ کہتا اور سمجھتا ہو، کیونکہ توحید کے ساتھ رسالت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

ان باتوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے، اور کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہیے۔

سننا اور اطاعت کرنا

مذکورہ آیات میں مومنوں کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ ''سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا''یعنی ''ہم نے سن لیا، اور اطاعت کرلی کہتے ہیں، اور ساتھ ہی اپنے رب سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اس کی طرف لوٹ کر جانے کا اعتراف واقرار کرتے ہیں''

قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی ان چیزوں کا ذکر، اور مزید وضاحت ہے۔

چنانچہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ .الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ .رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ

اَنْصَارٍ .رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ .رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ .فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ (سورة آل عمران، رقم الآيات ١٩٠ الیٰ ١٩٥)

ترجمہ: بے شک آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش میں، اور رات اور دن کے اختلاف میں، یقیناً نشانیاں ہیں، عقل والوں کے لیے، جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے ہونے کی حالت میں، اور بیٹھنے کی حالت میں، اور اپنے پہلوؤں کے بل، اور غور وفکر کرتے ہیں، آسمان اور زمین کی پیدائش میں (یہ کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! نہیں پیدا کیا آپ نے اس (زمین وآسمان وغیرہ) کو باطل، پاک ہے آپ کی ذات پس بچا لیجئے، ہمیں آگ کے عذاب سے۔ اے ہمارے رب! بے شک آپ جس کو داخل فرمائیں آگ میں، پس اس کو آپ نے رُسوا کر دیا، نہیں ہے ظالموں کے لئے کوئی مدد کرنے والے۔ اے ہمارے رب! بے شک ہم نے ہم نے سن لیا ایک پکارنے والے کو، جو ایمان کے لئے پکارتا ہے کہ ایمان لے آؤ تم اپنے رب پر، پس ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے رب! پس مغفرت فرما دیجئے آپ ہمارے لئے، ہمارے گناہوں کی، اور معاف کر دیجئے ہم سے ہماری برائیوں کو، اور وفات دیجئے ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے ہمارے رب! اور ہمیں عطا کیجئے وہ چیزیں، جن کا وعدہ کیا ہے آپ نے ہم سے، اپنے رسولوں پر، اور رُسوا نہ کیجئے ہم کو قیامت کے روز، بے شک آپ نہیں خلاف کرتے وعدے کے۔ پھر دعا قبول کی ان کے رب نے ان کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا، خواہ مرد ہو یا عورت، تمہارے بعض، بعض سے ہیں (سورہ آلِ عمران)

مذکورہ آیات میں عقل مندوں کی چند صفات کا ذکر ہوا ہے، جن میں ایک صفت ''نداء'' دینے والے

کی ''نداء'' پر ایمان لانے کی بھی بیان ہوئی ہے، جس سے مراد نبی کی بات کو سن کر ایمان لانا، اور الغرض ''سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا'' ہی ہے۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (سورة النساء، رقم الآية ۴۶)

ترجمہ: ان لوگوں میں سے، جو یہودی ہیں، ایسے بھی ہیں، جو تحریف کرتے ہیں، کلمات کی، اپنے مواضع سے، اور کہتے ہیں وہ کہ سن لیا ہم نے اور نافرمانی کی ہم نے، اور (کہتے ہیں کہ) سنیے (نعوذ باللہ! نبی کو) نہ سنایا جائے، اور (کہتے ہیں کہ) ''رَاعِنَا'' مروڑ کر اپنی زبان کو، اور طعن کے طور پر دین میں، اور اگر وہ کہتے کہ سن لیا ہم نے، اور اطاعت کر لی ہم نے، اور سن لیجیے اور نظر کیجیے ہم پر، تو ہوتا بہتر ان کے لیے، اور زیادہ درست، اور لیکن لعنت فرما دی، ان پر اللہ نے، ان کے کفر کی وجہ سے، پس نہیں ایمان لائے وہ، مگر کم ہی (سورہ نساء)

مذکورہ آیات میں یہودیوں کے ''سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا'' کے طرزِ عمل کی برائی اور ''سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا'' کی بہترائی کو بیان کیا گیا ہے۔

سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (سورة المائدة، رقم الآية ۷)

ترجمہ: اور یاد کرو، اللہ کی نعمت کو تمہارے اوپر، اور اس کے اس عہد کو، جس کا اس نے تم سے معاہدہ کیا ہے، جب کہا تم نے کہ سن لیا ہم نے اور اطاعت کر لی ہم نے، اور ڈرو تم اللہ سے، بے شک اللہ، خوب جاننے والا ہے، سینوں کی باتوں کو (سورہ مائدہ)

مذکورہ آیت میں ''سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا'' کو اللہ کی عظیم نعمت بتلایا گیا ہے، اور ساتھ ہی اس بات سے بھی خبردار کردیا گیا ہے کہ اگر کوئی زبان سے یہ بات کہے، دل سے نہ کہے، تو وہ یہ بات نہ بھولے کہ اللہ کو سینوں میں چھپے رازوں کا خوب علم ہے۔

سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۔اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ (سورة الأنفال، رقم الآيات ٢٠ الیٰ ٢٢)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو تم، اللہ کی اور اس کے رسول کی، اور نہ پشت پھیرو تم اس سے، حالانکہ تم سنتے ہو۔ اور نہ ہو جاؤ تم ان لوگوں کی طرح، جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں۔ بے شک سب جانوروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں، جو نہیں سمجھتے (سورہ انفال)

مذکورہ آیات میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دے کر بتلادیا گیا کہ سننے کے بعد اس کا انکار کرنا، دراصل نہ سننے کی طرح ہے، کیونکہ اس سے سننے کا مقصد حاصل نہیں ہوتا، اور ایسے نافہم بلکہ بدفہم لوگ، بدترین مخلوقات میں سے ہیں۔

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورة النور، رقم الآيات ٥١، ٥٢)

ترجمہ: بس ہے مومنوں کا قول، جب بلایا جائے انہیں، اللہ اور اس کے رسول کی طرف، تاکہ فیصلہ کرے وہ، ان کے درمیان، یہ کہ وہ کہیں کہ سن لیا ہم نے، اور اطاعت کرلی ہم نے، اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ اور جو اطاعت کرے گا اللہ کی، اور اس کے رسول کی، اور خشیت اختیار کرے گا اللہ سے، اور تقویٰ اختیار کرے گا، تو یہی

لوگ ہیں، جو کامیابی پانے والے ہیں (سورہ نور)

مذکورہ آیات میں مومنوں کا یہ قول بتلایا گیا ہے کہ ’’سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا‘‘ اور ایسے لوگوں کو ہی کامیاب قرار دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی بات سن کر، اس پر ایمان لانا ضروری ہے، سن کر انکار کرنا کفر ہے، البتہ کوئی عقیدہ سے تو حکم کو مان لے، لیکن عمل میں کوتاہی کرے، تو وہ گناہ گار ہے۔

ہر نفس اپنی وسعت کے بقدر مکلّف ہے

مذکورہ آیات میں ایک حکم یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

’’لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا‘‘

یعنی ’’نہیں مکلّف کرتا اللہ، کسی نفس کو، مگر اس کی وسعت کے مطابق‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نفس اور جاندار یعنی ذی روح مخلوق کو، اس کی وسعت وطاقت کے بقدر مکلّف فرمایا ہے، اسی کے مطابق ہر جاندار مکلّف کو اچھے عمل کی جزاء، اور برے عمل کی سزا ملے گی، البتہ بھول اور خطاء پر اللہ کی طرف سے مؤاخذہ نہیں۔

بعض دوسری آیات اور احادیث میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ سورہ طلاق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتَاهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتَاهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا (سورة الطلاق، رقم الآية ٧)

ترجمہ: چاہیے کہ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق، اور وہ شخص کہ تنگی ہو، اس پر اس کے رزق کی، تو چاہیے کہ خرچ کرے وہ، اس میں سے، جو دیا اس کو اللہ نے نہیں مکلّف کرتا، اللہ، کسی نفس کو، مگر اسی چیز کا، جو دیا اُس (اللہ) نے، اس (نفس) کو، عنقریب کر دے گا اللہ، تنگی کے بعد آسانی (سورہ طلاق)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث ۲۸۰۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت سے خطا اور نسیان کو اور جس پر اکراہ کیا جائے، معاف کر دیا ہے (حاکم)

اس قسم کی آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت سے بھول اور خطاء پر اللہ کی طرف سے مؤاخذہ نہیں، البتہ بھول یا خطاء کی وجہ سے بعض احکام میں دنیا کے اعتبار سے حکم مختلف ہے، فقہائے کرام نے اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں مختلف چیزوں کے اعتبار سے بھول اور خطا کے احکام بیان فرمائے ہیں، جن کی تفصیل فقہی کتب میں مذکور ہے۔

مذکورہ آیت میں اس امت کی خطاء کو درگزر کرنے کا جو ذکر کیا گیا ہے، اس میں مجتہدین کی اجتہادی خطاء بھی داخل ہے کہ اس پر ان سے مؤاخذہ نہیں، بلکہ اس پر ایک اجر بھی ہے۔

چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۷۳۵۲، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب أجر الحاکم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب حاکم کسی بات کا فیصلہ کرے اور اس میں اجتہاد سے کام لے، پھر وہ درست (اجتہاد) کرے، تو اس کے لئے دو اجر ہیں، اور اگر کسی بات کا فیصلہ کرے اور اس میں اجتہاد کرے، پھر اس سے (اجتہاد میں) غلطی ہو جائے، تو اس کو ایک ثواب ملے گا (بخاری)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد کو اجتہاد پر بہرحال اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

پھر اگر اجتہاد عنداللہ صواب ہو، تو دو اجر اور خطاء ہو، تو ایک اجر حاصل ہوتا ہے، پس کسی مجتہد کو اس کے اجتہاد کی وجہ سے ملامت کرنا، یا اس عمل کو باعثِ اجر وثواب ہونے کے بجائے باعثِ گناہ قرار دینا درست نہیں، البتہ جس شخص میں کلی یا جزوی اجتہاد کی صلاحیت نہ ہو، اور وہ اصولِ شریعت وفقہ کے برعکس اجتہاد کرے، وہ اس بحث سے خارج ہے۔

اور مذکورہ آیات کے آخر میں دعائیہ جملوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امتِ محمدیہ سے پہلے لوگوں پر کچھ ایسے سخت احکام جاری کیے گئے تھے کہ جن کا اس امت کو ادا کرنا غیر معمولی مشقت کا باعث تھا، اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی فضل وانعام فرماتے ہوئے، اس امت کے لیے احکام میں آسانیاں اور سہولتیں پیدا فرمادیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دینِ اسلام کو آسان فرمایا ہے، اور آسانی کو پسند واختیار فرمایا ہے، اور دوسروں کے لیے بھی آسانی اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے، جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، اور اس کی تفصیل ہم نے دوسرے مقام پر ذکر کردی ہے۔

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو
عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی
ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔
نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات
حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

جلد1
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَةُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد2
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیة وفقهیة حول تحدید مواقیت الصلاة.
(4)...کیفیةُ التحقق من صحة مواقیت الصلاة فی التقاویم.
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد3
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَةُ السَّفرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَةِ الْحَضْرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر و قصر کا حکم
(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد4
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر و نیاز و ذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد5
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد6
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد7
علمی و تحقیقی رسائل
متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد8
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد9
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد10
علمی و تحقیقی رسائل
(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبة
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیة المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاةُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
ماہِ جمادی الاولیٰ و جمادی الاُخریٰ
ماہِ جمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ سے متعلق احکام، اور تاریخی واقعات
اور چند سالانہ غیر شرعی وغیر اسلامی رسمیں
مصنِّف
مفتی محمد رضوان

اصلاح شدہ ایڈیشن
پیارے بچّو
چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے اسلامی باتیں
دلچسپ کہانیاں، مفید قصّے، سچّے واقعات
بچپن کی زندگی گزارنے کے آداب اور کھیلنے کودنے کے اچھے طریقوں پر مشتمل
مختلف ومتفرق دلچسپ مضامین کا مجموعہ
مصنّف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ
کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط4)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں چند لوگوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ: هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ فَإِنْ كَانَ أَحَدٌ رَأٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ فِيْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ :فَسَأَلَنَا يَوْمًا، فَقَالَ " :هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ قَالَ : فَقُلْنَا : لَا، قَالَ: لٰكِنْ أَنَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ، فَأَخَذَا بِيَدَيَّ، فَأَخْرَجَانِيْ إِلَى أَرْضٍ فَضَاءٍ، أَوْ أَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ، فَمَرَّا بِيْ عَلٰى رَجُلٍ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهٖ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ، فَيُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ، فَيَشُقُّهٗ، حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يُخْرِجُهٗ فَيُدْخِلُهٗ فِي شِدْقِهِ الْآخَرِ، وَيَلْتَئِمُ هٰذَا الشِّدْقُ، فَهُوَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهٖ، قُلْتُ : مَا هٰذَا ؟ قَالَا : انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَإِذَا رَجُلٌ مُسْتَلْقٍ عَلٰى قَفَاهُ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ فِهْرٌ، أَوْ صَخْرَةٌ، فَيَشْدَخُ بِهَا رَأْسَهٗ، فَيَتَدَهْدَى الْحَجَرُ، فَإِذَا ذَهَبَ لِيَأْخُذَهٗ عَادَ رَأْسُهٗ كَمَا كَانَ، فَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا ؟ قَالَا : انْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَإِذَا بَيْتٌ مَبْنِيٌّ عَلٰى بِنَاءِ التَّنُّوْرِ، أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ، وَأَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ، يُوْقَدُ تَحْتَهٗ نَارٌ، فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، فَإِذَا أُوْقِدَتْ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى يَكَادُوْا أَنْ يَّخْرُجُوْا، فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا ؟ قَالَا لِيْ: انْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ، فَإِذَا نَهَرٌ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ، وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَيُقْبِلُ

الرَّجُلُ الَّذِیْ فِی النَّهرِ، فَإِذَا دَنَا لِيَخْرُجَ، رَمٰی فِیْ فِيهِ حَجَرًا، فَرَجَعَ إِلٰی مَكَانِهٖ، فَهُوَ يَفْعَلُ بِهٖ ذٰلِکَ، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا؟ فَقَالَا : اِنْطَلِقْ فَإِذَا رَوْضَةٌ خَضْرَاءُ، فَإِذَا فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ، وَإِذَا شَيْخٌ فِیْ أَصْلِهَا حَوْلَهٗ صِبْيَانٌ، وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِّنْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ، فَهُوَ يَحُشُّهَا وَيُوْقِدُهَا، فَصَعِدَا بِیْ فِی الشَّجَرَةِ، فَأَدْخَلَانِیْ دَارًا لَمْ أَرَ دَارًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، فَإِذَا فِيهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ، وَفِيهَا نِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ، فَأَخْرَجَانِیْ مِنْهَا، فَصَعِدَا بِیْ فِی الشَّجَرَةِ، فَأَدْخَلَانِیْ دَارًا هِیَ أَحْسَنُ، وَأَفْضَلُ فِيهَا شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ، فَقُلْتُ لَهُمَا : إِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِیْ مُنْذُ اللَّيْلَةِ، فَأَخْبِرَانِیْ عَمَّا رَأَيْتُ، فَقَالَا : نَعَمْ، أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِیْ رَأَيْتَ فَإِنَّهٗ رَجُلٌ كَذَّابٌ، يَكْذِبُ الْكَذِبَةَ فَتُحْمَلُ عَنْهُ فِی الْآفَاقِ، فَهُوَ يُصْنَعُ بِهٖ مَا رَأَيْتَ إِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ اللّٰهُ بِهٖ مَا شَاءَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِیْ رَأَيْتَ مُسْتَلْقِيًا، فَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيهِ بِالنَّهَارِ، فَهُوَ يُفْعَلُ بِهٖ مَا رَأَيْتَ إِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَمَّا الَّذِیْ رَأَيْتَ فِی التَّنُّوْرِ فَهُمُ الزُّنَاةُ، وَأَمَّا الَّذِیْ رَأَيْتَ فِی النَّهرِ، فَذَاکَ آكِلُ الرِّبَا، وَأَمَّا الشَّيْخُ الَّذِیْ رَأَيْتَ فِیْ أَصْلِ الشَّجَرَةِ، فَذَاکَ إِبْرَاهِيمُ، وَأَمَّا الصِّبْيَانُ الَّذِیْ رَأَيْتَ، فَأَوْلَادُ النَّاسِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِیْ رَأَيْتَ يُوْقِدُ النَّارَ وَيَحُشُّهَا فَذَاکَ مَالِکٌ خَازِنُ النَّارِ، وَتِلْکَ النَّارُ، وَأَمَّا الدَّارُ الَّتِیْ دَخَلْتَ أَوَّلًا فَدَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا الدَّارُ الْأُخْرٰی فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَأَنَا جِبْرِيلُ، وَهٰذَا مِيكَائِيلُ، ثُمَّ قَالَا لِیْ : اِرْفَعْ رَأْسَکَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ، فَإِذَا كَهَيْئَةِ السَّحَابِ، فَقَالَا لِیْ: وَتِلْکَ دَارُکَ، فَقُلْتُ لَهُمَا : دَعَانِیْ أَدْخُلْ دَارِیْ، فَقَالَا : إِنَّهٗ قَدْ بَقِیَ لَکَ عَمَلٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوْ اسْتَكْمَلْتَهٗ دَخَلْتَ دَارَکَ (مسنداحمد،رقم الحديث ۲۰۱٦۵) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے، تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے اُس رات کوئی خواب دیکھا ہوتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی مشیت (وچاہت) کے مطابق اس کی تعبیر دے دیتے، چنانچہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے معلوم کیا کہ آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ نہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک صاف زمین یا برابر زمین کی طرف لے گئے، پھر وہ مجھے ایک آدمی کے قریب سے لے کر گزرے، جس کے سَر کے قریب ایک آدمی کھڑا ہوا تھا، جس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا، کھڑا ہوا آدمی بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں وہ زنبور ڈال کر ایک طرف سے اس کا جبڑا (اور کلّا) چیر کر گُدّی تک پہنچ جاتا تھا اور پھر اس زنبور کو نکال لیتا تھا، اور پھر دوسرے جبڑے کو بھی اسی طرح چیر کر گدی تک پہنچ جاتا تھا، اتنے میں پہلا جبڑا صحیح ہو جاتا تھا اور وہ پھر اُس کے ساتھ اسی طرح کرتا تھا (یہ تعذیب وتکلیف کا عمل مسلسل جاری تھا) میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ ان دونوں شخصوں نے کہا کہ آگے چلو، تو میں اُن کے ساتھ آگے چل دیا، ایک جگہ پہنچ کر دیکھا کہ ایک شخص چت لیٹا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے قریب بڑا پتھر لیے کھڑا ہے، پھر وہ کھڑا ہوا شخص اس پتھر کو اُس لیٹے ہوئے شخص کے سر پر دے مارتا ہے، پھر وہ پتھر لڑھک کر دُور چلا جاتا ہے، پھر وہ آدمی پتھر لینے چلا جاتا ہے، اتنے میں اس (زخمی) آدمی کا سر درست ہو جاتا ہے اور مارنے والا آدمی پھر اسی طرح واپس آ کر اس کو مارتا ہے (اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے) میں نے معلوم کیا کہ یہ کون ہے؟ ان دونوں شخصوں نے کہا کہ آگے چلو؛ میں اُن کے ساتھ آگے چل دیا، ایک جگہ دیکھا کہ تندور کی طرح ایک گڑھا ہے جس کا منہ (یعنی اوپر والا حصہ) تنگ ہے

اور اندر سے کشادہ (اور وسیع) ہے، اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس میں برہنہ (یعنی ننگے) مرد وعورتیں موجود ہیں، جب آگ بھڑکتی ہے تو وہ لوگ (اُس آگ کے ساتھ) اوپر اُٹھ آتے ہیں، اور باہر نکلنے کے قریب ہوجاتے ہیں اور جب آگ نیچے ہوجاتی ہے، تو وہ لوگ بھی اُس میں واپس لوٹ جاتے ہیں، میں نے معلوم کیا کہ یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے مجھے کہا کہ آگے چلو، میں آگے چل دیا؛ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خون کی نہر ہے، جس میں ایک آدمی ہے، اور نہر کے کنارے پر بھی ایک آدمی موجود ہے، جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے ہیں، پھر نہر کا آدمی جب نہر سے باہر نکلنے کے قریب ہوتا ہے، تو باہر والا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا ہے، جس کی وجہ سے وہ (نہر سے نکلنے کا ارادہ کرنے والا آدمی پتھر کے زور سے) اپنی جگہ لوٹ جاتا ہے، اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح (مسلسل) کررہا ہے، میں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اُن دونوں نے کہا کہ آپ آگے چلیے، تو آگے چل کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز حجرہ ہے، اور اس میں ایک اونچا درخت ہے، اور وہاں درخت کے نیچے ایک بزرگ (ومعمّر) آدمی ہے، جس کے اردگرد کچھ لڑکے ہیں، اور اُس کے قریب میں ایک اور آدمی ہے جس کے سامنے آگ ہے، اور وہ اُس آگ کو جلا اور بھڑکا رہا ہے، وہ دونوں مجھے اس درخت کے اوپر لے کر چڑھ گئے، اور اُن دونوں نے مجھے ایک مکان میں داخل کیا، اُس مکان سے اچھا مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا، اُس (مکان) میں کیا دیکھتا ہوں کہ اندر بہت سے بوڑھے اور جوان لوگ جمع ہیں، اور اس میں عورتیں اور بچے بھی ہیں، پھر اُن دونوں نے مجھے اس (مکان) سے نکال لیا، پھر وہ دونوں مجھے لے کر درخت کے اور اوپر چڑھے اور مجھے (اس پہلے مکان سے) زیادہ حسین اور افضل مکان میں لے گئے، اُس مکان میں بوڑھے اور جوان بہت سے جمع ہیں، پھر میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم دونوں نے مجھے رات بھر گھمایا پھرایا؛ اب جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی تفصیل بتاؤ؛ تو ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں! جس شخص کو آپ نے سب سے پہلے دیکھا تھا تو وہ جھوٹا آدمی تھا، جو

جھوٹی باتیں کہتا تھا، اورلوگ اس کے جھوٹ کو دنیا جہان میں پھیلاتے تھے، تو اُس آدمی کے ساتھ (عالَمِ برزخ میں) قیامت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا، جو آپ نے دیکھا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا؛ اور جس شخص کو آپ نے لیٹے ہوئے (اور سر کچلتے ہوئے) دیکھا تو وہ ایسا شخص ہے، جس کو اللہ نے قرآن عطا فرمایا تھا، لیکن وہ قرآن سے غافل ہو کر رات کو سوجاتا تھا اور دن میں اس کے احکام پر عمل نہیں کرتا تھا؛ تو اس آدمی کے ساتھ (برزخ میں) قیامت تک وہی کچھ ہوتا رہے گا، جو آپ نے دیکھا ہے، اور جن لوگوں کو آپ نے تندور میں دیکھا، تو وہ لوگ زناکار تھے اور جس شخص کو آپ نے خون کی نہر میں دیکھا تھا، تو وہ شخص سود خور تھا (اور اس کے ساتھ بھی یہ تعذیب وتکلیف کا سلسلہ جاری رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے) اور درخت کی جڑ کے پاس جس بزرگ (اور معمَّر) شخص کو آپ نے دیکھا، تو وہ حضرت ابراہیم تھے اور وہ بچے لوگوں کی اولادیں تھیں (جو بالغ ہونے سے پہلے فوت ہوگئیں) اور جو شخص بیٹھا ہوا آگ جلا اور بھڑکا رہا تھا، تو وہ آگ (یعنی جہنم کا) کا داروغہ (مالک) تھا، اور وہ سامنے آگ (یعنی جہنّم) تھی، اور جس گھر میں آپ پہلے داخل ہوئے، تو وہ عام مؤمنوں کا گھر تھا، اور دوسرا گھر شہیدوں کا تھا، اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہیں، اب آپ اپنا سر اٹھائیں، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو میرے اوپر بادل سایہ کیے ہوئے تھا، انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے، میں نے کہا کہ مجھے اب اپنے مکان میں جانے دو، انہوں نے کہا کہ ابھی آپ کی زندگی کا عمل (یعنی عمر) باقی ہے، جس کو آپ نے پورا نہیں کیا، جب آپ اُس کو پورا کر چکیں گے، تو آپ اپنے مکان میں داخل ہوجائیں گے

(مسند احمد)

اور صحیح بخاری میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قُلْتُ: طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ، فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ، قَالاَ: نَعَمْ، أَمَّا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ، فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالكَذْبَةِ، فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الآفَاقَ،

فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ، فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ، يُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُوا الرِّبَا (صحيح البخاری،رقم الحديث،١٣٨٦ ،كتاب الجنائز،باب ما قيل فی أولاد المشركين)

ترجمہ: میں نے کہا کہ تم دونوں نے مجھے رات بھر گھمایا پھرایا؛ اب جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی تفصیل بتاؤ؛ تو ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں! جس شخص کے آپ نے کلّے چیرتے دیکھے،تو وہ جھوٹا آدمی تھا، جو جھوٹی باتیں کہتا تھا،اورلوگ اس کے جھوٹ کو دنیا جہان میں پھیلاتے تھے،تو اُس آدمی کے ساتھ (عالَمِ برزخ میں) قیامت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا،اور جس شخص کو آپ نے سر کچلتے دیکھا،تو وہ ایسا شخص تھا،جس کواللہ نے قرآن عطافرمایا تھا،لیکن وہ قرآن سے غافل ہوکر رات کو سوجاتا تھا اور دن میں اس پر عمل نہیں کرتا تھا،تو اس آدمی کے ساتھ (برزخ میں) قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا،اور جن لوگوں کو آپ نے تندور میں دیکھا تھا،تو وہ لوگ زناکار تھے،اور جس شخص کو آپ نے خون کی نہر میں دیکھا تھا،تو وہ شخص سودخور تھا (اوراس کے ساتھ بھی یہ تعذیب وتکلیف کا سلسلہ جاری رہے گا،جب تک اللہ تعالیٰ چاہے) (بخاری)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہی ہے کہ:

أَمَّا الَّذِيْ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ، فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ، فَيَرْفِضُهُ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ (بخاری، رقم الحديث ١١٤٣)

ترجمہ: جس کا سَر پتھر سے کچلا جارہا تھا،وہ ایسا شخص تھا،جوقرآن کو حاصل کرکے پھر اُس کو چھوڑ دیتا تھا،اور فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا تھا (بخاری)

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب وحی ہوتا ہے،یہ خواب بھی وحی تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض گناہوں پر قبرو برزخ کا عذاب ہوتا ہے،اور بعض گناہوں پر قیامت تک قبرو برزخ کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

سب سے بہتر وہ ہے، جس سے لوگوں کو زیادہ نفع پہنچے

(26ربیع الاول1440ہجری)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ’’خَیْرُ النَّاسِ مَنْ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ‘‘ کہ لوگوں میں سب سے بہترین شخص وہ ہے، جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچائے۔

اورایک حدیث میں ہے کہ ’’اَحَبُّ النَّاسِ مَنْ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ‘‘ کہ لوگوں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے، جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچائے۔

دونوں حدیثوں کے آخر میں ’’اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ‘‘ کے الفاظ آئے ہیں۔ [1]

جبکہ عوام میں حدیث کے حوالے سے مشہور الفاظ یہ شمار ہوتے ہیں کہ:

’’خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسِ‘‘

---

[1] عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المؤمن يألف ويؤلف، ولا خير فيمن لا يألف، ولا يؤلف، وخير الناس أنفعهم للناس(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۵۷۸۷)

عن جابر ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : خير الناس أنفعهم للناس(مسند الشهاب القضاعی، رقم الحديث ۱۲۳۰)

قال الالبانی:وبالجملة فهذه الزيادة فی الحديث ثابتة فيه فی رتبة الحسن كأصله أو أعلى(سلسلة الاحاديث الصحيحة ، تحت رقم الحديث ۴۲۶)

عن عبد الله بن دينار، عن بعض أصحاب النبی صلى الله عليه وسلم قال: قيل: يا رسول الله من أحب الناس إلى الله؟ قال: " أنفعهم للناس(قضاء الحوائج لابنِ ابی الدنيا، رقم الحديث ۳۶، ص۴۷)

قال الالبانی:قلت: وهذا إسناد حسن، فإن بكر بن خنيس صدوق له أغلاط كما قال الحافظ.

وعبد الله بن دينار ثقة من رجال الشيخين فثبت الحديث .والحمد لله تعالى(سلسلة الاحاديث الصحيحة ، تحت رقم الحديث ۹۰۶)

لیکن یہ الفاظ کسی معتبر و مستند حدیث میں دستیاب نہیں ہوئے۔ [1]

اور دونوں باتوں میں فرق ہے، معتبر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں سب سے بہتر اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے، جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہو۔

جبکہ آخری اور غیر معتبر حدیث کے الفاظ میں نفسِ نفع پہنچانے والے کو سب سے بہتر قرار دیا جارہا ہے، اس لیے اہلِ علم حضرات کو چاہئے کہ وہ معتبر و غیر معتبر احادیث میں فرق و تحقیق کا اہتمام فرمائیں۔

پھر لوگوں کو نفع پہنچانا، عام ہے، جو دین کے نفع پہنچانے کو بھی شامل ہے، اور دنیا کے جائز نفع پہنچانے کو بھی شامل ہے، اور درحقیقت دنیا کا جائز نفع پہنچانا بھی، دین کا حصہ ہے، مثلاً کسی کو صحیح راستہ بتادینا، کسی بھوکے، پیاسے کو کھلا پلادینا، کسی ننگے اور لباس کے ضرورت مند کو لباس پہنادینا وغیرہ۔

اسی وجہ سے دین میں مذکورہ کاموں اور دوسرے رفاہی کاموں کو بھی عظیم ثواب کا درجہ دیا گیا ہے، بلکہ اگر اس کے نفع میں تسلسل و دوام ہو، اس کو صدقۂ جاریہ قرار دیا گیا ہے، اور اس کو زیادہ فضیلت کا باعث بتلایا گیا ہے۔ ان باتوں کی طرف بھی ہمیں توجہ رکھنا ضروری ہے۔

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

(26 ربیع الاول 1440 ہجری)

فرمایا کہ کئی احادیث میں کبر و عجب کی نیت سے مرد کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت اور اس پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اور کئی روایات میں کبر و عجب کی نیت کے بغیر بھی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی ممانعت اور اس پر وعید بیان کی گئی ہے۔

جس کی وجہ سے اہلِ علم حضرات کا بھی اس بارے میں اختلاف ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کبر و عجب کے قصد و ارادہ سے مرد کو ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام اور سخت گناہ کا باعث ہے اور اس کے گناہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

---

[1] خیر الناس من ینفع الناس. "

لم أَرَ من ذكر أنه حديث أو لا فليراجع، لكن معناه صحيح، وفى أحاديث ما يشهد لذلک كحديث :الخلق عيال الله وأحبهم إلى الله أنفعهم لعياله فافهم، ويشهد له ما رواه القضاعى عن جابر كما فى الجامع الصغير بلفظ :خير الناس أنفعهم للناس ,انتهى(كشف الخفاء ومزيل الإلباس،ج ۱ ،ص ۴۵۰،حرف الخاء المعجمة)

اور اگر کوئی کبر وعجب کے قصد وارادہ کے بغیر لٹکائے ،تو بعض اہلِ علم حضرات اس کو حرام قرار نہیں دیتے، البتہ مکروہ یا خلافِ سنت وغیرہ قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک یہ صورت بھی حرام اور گناہ میں داخل ہے، البتہ اِس صورت کا گناہ، اُس صورت کے مقابلہ میں کچھ کم ہے کہ جس صورت میں کبر وعجب کا قصد وارادہ ہوتا ہے، بلکہ ان میں سے بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ جب کبر وعجب کے قصد وارادہ سے یہ گناہ کیا جائے ،تو دو گناہوں کا مجموعہ ہوتا ہے، اور جب کبر وعجب کے قصد وارادہ کے بغیر کیا جائے ،تو ایک گناہ ہوتا ہے، اور احتیاط بھی اسی میں ہے کہ کبر وعجب کا ارادہ ہو یا نہ ہو، بہر حال مرد کو اس عمل سے بچنا ہی چاہئے۔

لیکن اس موقع پر یہ بات بھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیے کہ کبر وعجب کی نیت کے بغیر گناہ ہونے کا پہلو اجتہادی واختلافی ہے، جس میں دلائل کی رُو سے ایک پہلو کو ترجیح دینے میں تو حرج نہیں، لیکن دوسرے پہلو یا دوسرے موقف پر بے جا نکیر کرنا مناسب نہیں۔اس مسئلہ کی تفصیل بندہ کی کتاب ’’ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا حکم‘‘ کے جدید ایڈیشن میں بیان کردی گئی ہے۔

اور اس کی وجہ یہ بنی کہ پہلے بندہ نے اس مسئلے کو صرف ایک پہلو کے اعتبار سے تحریر کیا تھا، بعد میں اس مسئلے پر دوسرا پہلو بھی سامنے آیا، جس کے بعد اس مسئلے میں دوسرے پہلو کو بھی شامل کرلیا گیا، اور اب یہ مسئلہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ مفصل ومدلل ہوکر شائع ہوا ہے، جس میں پہلے یکطرفہ سخت موقف میں لچک اور اس میں اعتدال کو ملحوظ رکھنے کا اظہار کیا گیا ہے۔

مسئلہ حیات وممات

(26ربیع الاول1440ہجری)

فرمایا کہ ہر انسان مرنے کے بعد عالمِ برزخ میں پہنچ جاتا ہے، جہاں وہ زندہ ہوتا ہے، اور یہ برزخی زندگی کہلاتی ہے، جس کا ایک حیثیت سے تعلق عالمِ دنیا سے بھی ہوتا ہے، کیونکہ برزخ دراصل دنیا وآخرت کے درمیان آڑ اور حدّ فاصل ہے، البتہ عالمِ برزخ کا زیادہ تعلق عالمِ دنیا کے بجائے عالمِ آخرت کے ساتھ ہے، مردہ کے ساتھ اصل احوال عالمِ برزخ میں ہی حقیقی معنیٰ میں پیش آتے ہیں، اور اس دنیا میں رہنے والے انسانوں کے سامنے عموماً وہ احوال ظاہر اور محسوس نہیں ہوتے، الا

ماشاء اللہ ، البتہ انسان اور جن کے علاوہ دوسری مخلوقات کے سامنے، جتنا اللہ کو منظور ہوتا ہے، اظہار کردیا جاتا ہے۔

پھر عالمِ برزخ کا جو تعلق عالمِ دنیا کے ساتھ ہے، وہ کسی میت کے ساتھ ضعیف ہوتا ہے، اور کسی میت کے ساتھ قوی ہوتا ہے، یہ تعلق دراصل ہر شخص کے ایمان اور اعمال کی حیثیت اور اللہ کے حکم ومشیت کے مطابق ہوتا ہے۔

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی برزخی حیات سب انسانوں سے زیادہ قوی ہوتی ہے، اس لیے ان کا عالمِ دنیا سے تعلق بھی زیادہ قوی ہوتا ہے، اسی لیے ان کے اجسامِ عنصری گلتے سڑتے نہیں، اور ان کے کل جسمِ عنصری کے ساتھ روح کا تعلق قائم کیا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود اصل میں وہ عالمِ برزخ میں ہی ہوتے ہیں، اس تعلقِ قوی اور تعلقِ خاص کی وجہ سے اس مسئلہ کو حیاتِ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا عنوان دیا جاتا ہے، جبکہ بعض حضرات ان کی برزخی زندگی کے پہلو پر زور دیتے ہوئے اس تعلقِ قوی یا تعلقِ خاص کی نفی کرتے ہیں، اور اس طرح پھر اس مسئلہ میں طرفین سے شدت پیدا ہوتی ہے۔

برزخی زندگی اور بالخصوص انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی برزخی زندگی پر زیادہ بحث وتمحیص کرنے سے بعض اوقات نصوص کا انکار بھی لازم آجاتا ہے، جس کے لیے برزخی زندگی کی اصل حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے، جس کی اجمالی حقیقت پر بندہ نے روشنی ڈال دی ہے۔

اس مسئلے کا اصل تعلق چونکہ عالمِ دنیا کے علاوہ ایک دوسرے عالَم سے ہے، جس کو عالمِ برزخ کہا جاتا ہے، اس لیے اس عالمِ برزخ کی تمام کیفیات کو عالمِ دنیا کی کیفیات پر قیاس کرنا درست نہیں ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ احادیث میں موت کو نیند کی بہن قرار دیا گیا ہے، اور نیند اور اس حالت میں خواب کی شکل میں پیش آنے والے بہت سے احوال، ایسے ہوتے ہیں، جن کا عالمِ بیداری کے اندر تصور مشکل ہوتا ہے، مثلاً ایک انسان اپنے آپ کو بغیر کسی واسطہ کے ہواؤں میں اڑتے ہوئے دیکھتا ہے، اور بھی بہت سی ایسی حالتوں میں اپنے آپ کو اور دوسرے کو مبتلا دیکھتا ہے کہ جس کا حالتِ بیداری میں عملی طور پر تصور بھی نہیں ہو پاتا، اس لیے عالمِ برزخ کی تمام کیفیات کو عالمِ دنیا پر قیاس

کرنا غلط فہمی کا باعث بنتا ہے، ایسے حالات میں عافیت اسی چیز میں ہے کہ جن چیزوں کا قرآن وسنت میں ذکر آ گیا، ان پر ایمان لایا جائے، اور جن چیزوں کی پوری کیفیت سمجھ نہ آ سکے، ان میں زیادہ کھود کرید کرنے کے بجائے، ان کی اصل حقیقت پر ایمان لایا جائے، البتہ جو باتیں مستند احادیث وروایات سے ثابت نہیں، اور دیگر شرعی دلائل سے بھی ان کی تائید نہیں ہوتی، ان کی تصدیق کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور بے جا تشدد سے حفاظت فرمائے۔آمین۔

اکابر پرستی میں غلو

(27ربیع الاول1440ہجری)

فرمایا کہ آج کل بعض حضرات اکابر پرستی میں بڑا غلو اور تشدد کرتے ہیں، کسی فقہی مسئلہ میں اگر کوئی دوسرا قول دلائل کی رُو سے قوی اور راجح معلوم ہو، بلکہ اس دوسرے قول کی صریح حدیث بھی دلیل بن رہی ہو، تب بھی وہ حضرات اس قول کو اختیار کرنے کے لیے محض اس لیے آمادہ نہیں ہوتے کہ وہ قول ان کے مخصوص اکابر کے قول کے موافق نہیں ہوتا، اور ایسی صورت میں ان کی طرف سے یہ جواب ہوتا ہے کہ یہ ہمارے اکابر کا قول نہیں۔

حالانکہ کسی قول کے محض اکابر کا قول ہونے کی وجہ سے وہ واجب الاتباع نہیں ہو جاتا، بلکہ اگر دوسرے قول کے حاملین بھی اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہوں، اور فی نفسہٖ اکابر ہوں، تو ان کا قول بھی اکابر کا قول ہی کہلاتا ہے۔

دین اور فقہ میں تعصب اور تحزب کی گنجائش نہیں کہ دلائل کو نظر انداز کر کے محض اپنے مخصوص اکابر کے خلاف یا موافق ہونے پر کسی قول کے قبول ورَد ہونے یا قوی وضعیف ہونے یا راجح، مرجوح ہونے کی بنیاد رکھی جائے، اور ایسی صورت میں اندیشہ ہے کہ یہ طرزِ عمل ’’قالوا وجدنا آباء نا علی امۃ ‘‘ کا مصداق نہ بن جائے، یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے تقلید میں جمود اور تشدد کی مذمت میں مذکورہ آیت سے استدلال کیا ہے۔

اور یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ اگر دلائل کی رُو سے اپنے مخصوص اکابر کے خلاف قول کرترجیح دی جائے، تو یہ نہ تو اکابر کی شان میں گستاخی و بے ادبی میں داخل ہے، اور نہ ہی ان کی ناراضگی کا سبب ہے، بلکہ حق کی اتباع ہے، اور راجح و مرجوح اور افضل ومفضول قول کا فرق ہے، وہ بھی صرف اجتہادی نوعیت کا، جس میں جانبِ مخالف شخص، خطاء پر ہونے کے باوجود ایک اجر کا مستحق ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر خود ان اکابر کو اس صورتِ حال کا سامنا ہوتا، اور ان کو اپنی تحقیق میں کوئی دوسرا قول راجح محسوس ہوتا، تو وہ بھی اپنے نزدیک راجح قول کو اختیار کرتے، اور انہوں نے اپنے تئیں جس قول کو اختیار کیا، وہ راجح سمجھنے کی بنیاد پر ہی کیا، لہٰذا راجح سمجھے جانے والے قول کی اتباع کرنا ہی در حقیقت اکابر کی اتباع ہے، جبکہ ہم اس کو ان کی مخالفت پر محمول کر کے بلاوجہ پریشان ہوتے پھرتے ہیں، یہ پریشانی دراصل ہماری اپنی اختیار کردہ ہے، اہلِ حق محقق اکابر نے اس طرح کی قیود اور شرائط لگا کر ہمارے لیے پریشانی کی بنیاد قائم نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ فہمِ صحیح عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ بات ہمیشہ یادرکھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حق کا ساتھ دینے کا حکم فرمایا ہے، خواہ وہ اپنی ذات کے خلاف ہو، یا اپنے آباء واجداد کے خلاف ہو، احادیث میں بھی اس کی تاکید آئی ہے۔

اور حق کبھی تو باطل کے مقابلہ میں ہوتا ہے، وہاں تو حق کا ساتھ دینے کا حکم واضح ہے، لیکن کبھی اختلاف، حق وباطل کے بجائے اجتہادی صواب وخطا کے درجہ کا ہوتا ہے، وہاں بھی ہر صاحبِ استعداد اور ذی فہم کو اجتہادی صواب کی اتباع کا حکم ہوتا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں اجتہادی خطا کے قول کو باطل قرار دینے یا اس کے ساتھ باطل جیسا سلوک اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے، تاکہ مختلف قسم کی غلط فہمیوں اور افراط وتفریط کے پہلوؤں سے بچا جاسکے۔

نمازی کے سامنے کتنے فاصلہ سے گزرنا جائز ہے؟

(27 ربیع الاول 1440 ہجری)

فرمایا کہ نماز پڑھنے والے کے سامنے اگر کوئی حائل اور سترہ نہ ہو، تو پھر بغیر مجبوری کے نمازی کے سامنے سے گزرنا منع ہے، بشرطیکہ اس کے سامنے قریب سے گزرے۔

اور اگر نمازی سے دور اور فاصلہ سے بغیر حائل کے گزرے، تو پھر جائز ہے، جس کی حد وانتہاء میں فقہائے کرام کی آراء میں کچھ اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک نمازی کے پیروں سے تین ذراع (یعنی ساڑھے چار فٹ) کی جگہ چھوڑ کر آگے سے گزرنا جائز ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک نمازی کے سجدہ والی جگہ سے ہٹ کر گزرنا، جائز ہے، خواہ مسجد بڑی ہو یا چھوٹی، یا کوئی کھلی جگہ نماز پڑھ رہا ہو، اور حرج سے بچنے کے لئے اور دین میں یُسر کے زیادہ موافق یہی قول ہے، خصوصاً شہروں میں جہاں جگہ کی تنگی اور ہجوم کے زیادہ ہونے کے باعث گزرنے والوں کو دوسری جگہ میسر نہیں آتی، اسی طرح آج کل شہروں کے تنگ گھروں میں بھی، اسی طرح کی صورتِ حال پیش آتی ہے، ایسی صورتوں میں اس قول پر عمل کر لینا جائز ہے، اگرچہ اس سلسلہ میں اور بھی اقوال ہیں۔

یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا مجبور نہ ہو، اور اگر گزرنے والا مجبور ہو، مثلاً اسے ضروری کام سے کہیں جانا ہے، اور نمازی کے سامنے قریب کے علاوہ گزرنے کی کوئی اور جگہ میسر نہ ہو، تو ایسی صورت میں نمازی کے سامنے قریب سے گزرنے والا گناہ گار نہیں ہوتا۔

اور اگر کسی شخص نے راستہ میں نماز کی نیت باندھی ہوئی ہو، جو لوگوں کی گزرگاہ ہو، تو وہاں بھی گزرنے والا گناہ گار نہیں ہوتا، اور ایسی صورت میں گزرنے والے کا گناہ، نماز کی ایسی جگہ نیت باندھنے والے کے سر پر ہوتا ہے۔

لیکن ہمارے یہاں ایک طبقہ ہمیشہ اور ہر حال میں دور اور قریب سے نماز کے سامنے سے گزرنے کو گناہ اور سخت گناہ قرار دیتا ہے، یہ کم علمی اور کوتاہ نظری پر مبنی ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل بندہ نے اپنے ایک مستقل رسالہ میں ذکر کر دی ہے۔

سماعِ موتیٰ

(27ربیع الاول1440ہجری)

فرمایا کہ ایک مرتبہ میرا کسی جگہ بیان کرنے کے لیے جانا ہوا، بیان کے بعد بعض حضرات نے مختلف مسائل معلوم کیے، جب میں واپسی کے لیے روانہ ہونے لگا، تو ایک صاحب میری دائیں طرف

کھڑے ہوگئے، اور دوسرے صاحب بائیں طرف کھڑے ہوگئے، اور دونوں بیک زبان ہوکر کہنے لگے کہ مُردے سنتے ہیں یا نہیں، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سوال کرنے والوں کے انداز سے معلوم ہوا کہ شاید اس مسئلہ میں ان دونوں حضرات کا اختلاف ہورہا ہے۔

میں نے کہا کہ نہ تو مُردے اس طرح سے سنتے ہیں، جس طرح سے آپ اور ہم ایک دوسرے کی بات کو سن رہے ہیں کہ میں جو بھی بات کررہا ہوں، میری ہر ہر بات آپ کو سنائی دے رہی ہے، اور نہ ہی مردے اس طرح سے گونگے بہرے ہیں کہ کسی کی بھی آواز کو نہ سن سکتے ہوں۔

بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ مُردے سن بھی سکتے ہیں، اور نہیں بھی سن سکتے، یعنی بعض باتوں کو سن سکتے ہیں، اور بعض باتوں کو نہیں سن سکتے۔

اب رہا یہ کہ وہ کون سی باتوں کو سن سکتے ہیں، اور کون سی باتوں کو نہیں سن سکتے؟ تو اس کے متعلق ہمارے نزدیک سب سے مضبوط اور معتبر اصول یہ ہے کہ جن باتوں کو اللہ کسی مُردہ کو سنانا چاہے، وہ باتیں نہ صرف یہ کہ وہ سن سکتا ہے، بلکہ بالیقین سن لیتا ہے، اور جن باتوں کو اللہ سنانا نہ چاہے، ان باتوں کو وہ سننا بھی چاہے، تو نہیں سن سکتا، اب یہ اللہ اور مردہ ہی جانے کہ کون سی باتیں اللہ، کس مُردہ کو سنا رہا ہے، اور وہ اللہ کے حکم سے سن رہا ہے، اور کون سی باتیں اللہ اس کو نہیں سنا رہا، اور وہ اللہ کا حکم نہ ہونے کی وجہ سے سن نہیں رہا۔

اور اس طرح مُردہ کے سننے اور نہ سننے کے دونوں طرح کے دلائل جمع ہوجاتے ہیں، جن میں سننے کا ذکر ہے، وہ بھی حکمِ الٰہی کے ساتھ مقید ہیں، اور جن میں نہ سننے کا ذکر ہے، وہ بھی حکمِ الٰہی کے ساتھ مقید ہیں، دونوں طرح کے دلائل کو جمع کرکے حکم لگانا چاہیے، کسی ایک طرف کے دلائل کو لے کر بیٹھ جانا اور دوسری طرف کے دلائل کو نظر انداز کردینا، خرابی اور فتنہ وفساد اور اختلاف وانتشار کا سبب ہے۔

اور اگر ابھی بھی پوری تسلی نہ ہوئی ہو، تو موت کا انتظار کرنا چاہیے، جس کے بعد خود سے پتہ چلنا شروع ہوجائے گا، کہ آپ کو کون سی باتیں بحکمِ الٰہی سنائی دے رہی ہیں، اور کون سی باتیں بحکمِ الٰہی سنائی نہیں دے رہی، جس کا کام اسی کو ساجھے، اور قبر کا حال مردہ ہی جانے۔

میری اس بات کو سن کر دونوں حضرات بڑے خوش ہوئے کہ آپ نے تو مسئلہ ہی حل کردیا، اور جھگڑا

ہی ختم کر دیا، ہم تو بہت عرصہ سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑ جھگڑ رہے تھے، اور اس سلسلہ میں مختلف کتابیں اور مضامین پڑھ رہے تھے، مگر جھگڑا ختم نہیں ہو رہا تھا، اور ایک دوسرے کے خلاف تعصب اور تشدد میں اضافہ ہو رہا تھا۔

میں نے کہا کہ اس سلسلہ میں زیادہ بحث ومباحثہ میں پڑنے سے نقصان ہوتا ہے، اصولی باتوں پر ایمان لاکر جس بات کی حقیقت اور پوری کیفیت سمجھ نہ آئے، اس کو اللہ کے حوالہ کرنا چاہئے، اور اپنے کام میں لگنا چاہئے، اگر عمل صحیح ہوا، تو مرنے کے بعد اچھی حالت ہوگی، خواہ کسی زندہ کی آواز سنائی دے یا سنائی نہ دے، اور اگر عمل خراب ہوا، تو بری حالت ہوگی، خواہ زندہ کی آواز سنائی یا نہ سنائی نہ دے۔

لیکن حیرت ہے کہ آج کل لوگ اپنی عملی زندگی کی حالت تو درست کرنے کی فکر کرتے نہیں، اور اگلی اور اپنے سے غیر متعلقہ چیزوں کے درپے ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس طرزِ عمل سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

TOYOTA
GENUINE PARTS
HONDA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555
حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313
0333 -4410682
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

مقالات ومضامین

مولانا شعیب احمد

مصائب کے اسباب اور ان کا حل (قسط1)

انسانی زندگی کے شب وروز خوشیوں اور غموں سے عبارت ہیں۔ خوشی کی بہار اور غم کی خزاں کا موسم ہر انسان پر آتا جاتا رہتا ہے۔ انسان کے دل میں کبھی سکھ کی شہنائیاں بجتی ہیں تو کبھی دکھ کی سسکیاں گونجتی ہیں۔ آج ہمیں اگر خوشی اور راحت کے لحات میسر ہیں تو ممکن ہے کل غم بھی دیکھنا پڑے، اور آج اگر پریشانیوں اور بیماریوں کا سامنا ہے تو دل میں امید کا دیا جلتا رہتا ہے کہ: ؎

غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی وقت اچھا بھی آئے گا ناصرؔ

یہی امید حافظ شیرازی نے ان الفاظ میں دلائی ہے کہ: ؎

یوسفِ گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

ایں دلِ غمدیدہ حالش بہ شود دل بدمکن ویں سرِ شوریدہ باز آید بساماں غم مخور [1]

کہتے ہیں کہ وقت کی ایک بہت اچھی عادت ہے کہ یہ کبھی رکتا نہیں۔ خواہ اچھا ہو یا برا، گزر جاتا ہے۔ لیکن انسانی فطرت ہے کہ راحت وآرام کا زمانہ چاہے کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو وہ تھوڑا معلوم ہوتا ہے اور غیر محسوس انداز میں جلد ہی گزر جاتا ہے۔ اس کے برعکس غم کا زمانہ انسان کو بڑا طویل محسوس ہوتا ہے اور برا وقت کاٹے نہیں کٹتا۔ بقولِ علامہ اقبال: ؎

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

ایک عربی شاعر اسی بات کو یوں بیان کرتا ہے کہ: ؎

تمتع بأيام السرور فانها قصار وأيام الهموم طوال [2]

[1] گم شدہ یوسف کنعاں واپس آجائے گا، غم نہ کر۔ غموں کی کوٹھڑی کسی دن باغ بن جائے گی، غم نہ کر۔ اس غم زدہ دل کا حال اچھا ہو جائے گا، ناامید نہ ہو۔ اور یہ پریشان دماغ پھر آراستہ ہو جائے گا، غم نہ کر۔ (دیوانِ حافظ)

[2] خوشی کے دنوں سے فائدہ اور راحت اٹھالو، کیونکہ وہ بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور غم کے دن بہت طویل ہوتے ہیں۔

پھر یہ بھی انسان کی عادت ہے کہ بُرے حالات اور غم کی گھڑیوں میں امید کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر یاس و نا اُمیدی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ دکھ، بیماری اور پریشانیوں میں ہم مسلمانوں کے لیے کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو ضرور موجود ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

" وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ " (سورة البقرة ، رقم الآية : ٢١٦)

"ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو لیکن وہ تمہارے لیے بہتر ہو، اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو لیکن وہ تمہارے لیے بُری ہو، اور اللہ ہی جانتا ہے، تم نہیں جانتے"

(بقرہ)

ہمارے لیے کیا چیز اچھی ہے اور کیا بُری، یہ اللہ سے زیادہ بہتر کوئی نہیں جان سکتا۔ حتیٰ کہ انسان خود بھی اپنے ساتھ مکمل مخلص ہونے کے باوجود بسا اوقات اپنا نفع نقصان نہیں سمجھ پاتا اور اپنے حق میں غلط فیصلہ کر بیٹھتا ہے۔

ہم کبھی ایک چیز کو اپنے لیے اچھا اور بہتر سمجھ رہے ہوتے ہیں لیکن درحقیقت اس میں ہمارا نقصان پوشیدہ ہوتا ہے اور اس کے برعکس بعض اوقات ایک چیز ہماری طبیعت اور مزاج کے خلاف ہوتی ہے، لیکن فی الواقع اسی میں ہمارا نفع ہوتا ہے۔ یعنی مصائب اور ناگوار حالات کبھی نعمت بن کر آتے ہیں، لیکن ہم سمجھ نہیں پاتے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ نکتہ اپنے شیخ و مربی سے معلوم ہوا۔ چنانچہ مولانا موصوف اپنے مرشد حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:

"کبھی نعمت بصورتِ بلا ہوتی ہے۔ چنانچہ خضر (علیہ الصلاۃ والسلام) کا کشتی کا توڑنا ظاہر میں بلا تھی، مگر حقیقت میں نعمت تھی" (اشرف التفاسیر، ج:۱ص:۱۱۹، سورہ بقرہ، تحت رقم الآیۃ: ۱۵۵)

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے اس ملفوظ میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما الصلاۃ والسلام کے اُس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس میں انہیں ایک کشتی میں بیٹھنے کی ضرورت پیش آئی۔

کشتی والوں نے ان کے ساتھ احسان کرتے ہوئے انہیں بلا معاوضہ اپنی کشتی میں سوار کرالیا۔لیکن کنارے پر پہنچ کر حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ ڈالا۔حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جب یہ ماجرا دیکھا تو بول اٹھے کہ:

" أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا "

''کیا آپ نے چھید کر دیا اس میں تاکہ غرق کر دیں کشتی والوں کو۔البتہ تحقیق آپ نے بہت بھاری کام کیا ہے ''

جس کے جواب میں حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ:

" أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَائَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا "

''بہر حال وہ کشتی غریب لوگوں کی تھی۔جو سمندر میں اس کے ذریعہ کام کیا کرتے تھے۔سو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو عیب دار کر دوں۔(کیونکہ) سمندر کے کنارے ایک (ایسا) بادشاہ تھا کہ جو ہر (درست اور بے عیب) کشتی کو چھین لیا کرتا تھا''

یہ پورا قصہ قرآن مجید میں سورہ کہف کی آیت نمبر 60 سے 82 تک تفصیلاً موجود ہے،جس کا فقط ایک جز و سطورِ بالا میں ذکر کیا گیا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مصیبت اور پریشانی اللہ کی طرف سے پیش آتی ہے وہ بسا اوقات حقیقت میں نعمت ہوتی ہے مگر ہماری سطحی نظر اس کے نعمت والے پہلو کا استحضار نہیں کر پاتی۔

پس جو کچھ بھی مصائب و تکالیف دنیا میں پیش آتی ہیں،ان میں بھی مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے خیر کے پہلو چھپا رکھے ہیں،تاہم ہماری نظر خیر کے اُس پہلو تک رسائی نہیں پا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے مصائب میں پوشیدہ رکھا ہے۔اسی تنگ نظری کے باعث ہم مصائب کا غیر معمولی اثر لے لیتے ہیں۔

مصائب اور پریشانیوں کے مثبت پہلو اوران میں چھپی خیر کو جاننے کے لیے مصائب کے اسباب کا علم ہونا ضروری ہے۔ (جاری ہے..........)

بسلسلہ: تاریخی معلومات — مولانا طارق محمود

ماہِ ذوالحجہ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۱ھ: میں حضرت ابوالبرکات عبدالباسط بن محمد بن ابوالسعود محمد بن حسین بن علی قرشی مکی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج۴ ص ۳۰)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۲ھ: میں حضرت شیخ الاسلام ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد کنانی عسقلانی مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ "ابنِ حجر" کے نام سے مشہور ہیں۔
(طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۵۳،نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۵۱)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۳ھ: میں حضرت شرف الدین یحییٰ بن احمد بن عمر بن یوسف بن عبداللہ بن عطار حموی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۷۶)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۴ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ محمد بن احمد بن یوسف بن حجاج سفطی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۳۹)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۵ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین حنفی عینی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ بدرالدین عینی کے نام سے مشہور تھے۔
(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۷۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۵ھ: میں حضرت عفیف الدین ابوبکر محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ہادی شیرازی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۶۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۶ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن سعد بن ابوبکر بن مصلح دیری حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۲۶)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۶ھ: میں حضرت قاضی امین الدین عبدالرحمٰن بن محمد عبسی مقدسی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۹ ص ۴۲۲)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۸ھ: میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن عمر بن ابراہیم سوبینی حموی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۲۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد بن یوسف بن محمد بن معالی مدنی مکی حنفی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج ۱۰ ص ۳۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۵۹ھ: میں حضرت محبّ الدین مولانا زادہ محمد بن احمد حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۳۹)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۶۱ھ: میں حضرت شیخ سراج الدین عمر بن عیسیٰ بن ابی بکر بن عیسیٰ بن محمد بن احمد شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۳۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۶۵ھ: میں حضرت عبدالوہاب بن محمد بن محمد بن صالح بن اسماعیل مدنی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۲ ص ۲۲۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۶۷ھ: میں حضرت قاضی شمس الدین محمد بن احمد بن عمر بن شرف قرافی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۳۶)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۷۲ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن محمد بن حسن بن علی بن یحییٰ شمنی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج ا ص ۳۷۹ ،الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة لتقی الدین بن عبد القادر الغزی،ص۱۴۷)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۸۷ھ: میں حضرت آدم بن سعید بن ابی بکر جبرتی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة لتقی الدین بن عبد القادر الغزی، ص ۵۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۸۸ھ: میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن محمد قرمی قاہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة لتقی الدین بن عبد القادر الغزی، ص ۷۲)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۹۰ھ: میں حضرت ابوعلی محمد طاہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۲ ص ۳۸۲)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۹۹ھ: میں حضرت شیخ احمد بن ابی احمد مانکبوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۳ص ۲۳۲)

□......ماہِ ذی الحجہ ۸۹۸ھ: میں حضرت عبدالباسط بن زین عمر بن عبدالعزیز بن عبدالواحد مدنی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۲ ص ۱۰۸)

علم کے مینار اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط 15) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

عہدِ تابعین وتبع تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج

گزشتہ قسط میں فقہ کی تدوین وترویج سے متعلق تابعین اور اتباعِ تابعین کی خدمات اور ان کے اسمائے گرامی کا ذکر ہوا، اور اس سلسلہ میں دو مشہور درسگاہوں یعنی مکہ ومدینہ میں جن جن حضرات نے خدمات سرانجام دیں، کا مختصر تعارف اور ذکر گزرا۔

تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت سے حضرات مکہ ومدینہ کے علاوہ عالمِ اسلام کے مختلف علاقوں مثلاً کوفہ، بصرہ، بغداد، شام، یمن، مصر، اندلس وغیرہ کی طرف سفر اور ہجرت کرکے بھی گئے، اور ان علوم کی نشرواشاعت کا بیڑہ اٹھایا، ذیل ان حضرات کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

بصرہ کے شیوخ وامام

مکہ ومدینہ کے بعد عالمِ اسلام کی مشہور درسگاہوں میں سے ایک درسگاہ بصرہ کی بھی تھی، جو کہ تابعین اور اتباعِ تابعین کے علاوہ کچھ صحابہ کرام کا مسکن بھی رہی، اس لحاظ سے بصرہ کو باقی عالمِ اسلام میں ایک نمایاں مقام حاصل رہا، یہاں کے اصحابِ فقہ وفتویٰ اور مفتیوں میں درج ذیل حضرات مشہور تھے۔

(1)......مشہور امام وفقیہ حسن بصری (2)......عمرو بن سلمہ جرمی (3)......ابومریم ثقفی حنفی (4)...... کعب بن سورازدی (5)...... ابوالشعثاء (6)...... جابر بن زید (7)......محمد بن سیرین (8)......ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی (9)......مسلم بن یسار (10)......ابوالعالیہ (11)......حمید بن عبدالرحمٰن (12)......مطرف بن عبداللہ شخیر (13)......زرارہ بن ابی اوفیٰ (14)......ابوبُردہ بن ابوموسیٰ اشعری۔

ان میں امام حسن بصری رحمہ اللہ کو ایک خاص مقام حاصل تھا آپ نے لگ بھگ پانچ سو صحابہ سے

فیض حاصل کیا، بعض علماء نے ان کے فتاویٰ سات ضخیم جلدوں میں جمع کیے۔

اس طبقہ کے بعد بصرہ میں درج ذیل حضرات مرجعِ خلائق تھے۔

(1)...... ایوب بن کیسان سختیانی (2)...... سلیمان تیمی (3)...... عبداللہ بن عوف (4)...... یونس بن عبید (5)...... قاسم بن ربیعہ (6)...... خالد بن ابی عمران (7)...... اشعث بن عبدالملک حمرانی (8)...... قتادہ (9)...... حفص بن سلیمان (10)...... قاضی ایاس بن معاویہ۔

ان حضرات کے بعد ان کے تلامذہ میں سے قاضی سوار، ابوبکر عتکی، عثمان بن سلیمان، قاضی طلحہ بن ایاس، عبیداللہ بن حسن عنبری اور اشعث بن جابر اصحابِ فقہ وفتاویٰ تھے۔

پھر ان کے بعد عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی، سعید بن ابی عروبۃ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، عبداللہ بن داؤد حرشی، اسماعیل بن علیہ، بشر بن مفضل، معاذ بن معاذ عنبری، معمر بن راشد، ضحاک بن مخلد اور محمد بن عبداللہ انصاری جیسے بزرگ حضرات شامل تھے۔ [1]

کوفہ کے شیوخ وامام

کوفہ کی درسگاہ کو بھی عالمِ اسلام کی متعدد درسگاہوں کی طرح ایک خاص مقام حاصل ہے، کوفہ میں اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور تابعینِ عظام کی کثرت تھی، جس کے دم سے کوفہ کی گلی

---

[1] وكان من المفتين بالبصرة عمرو بن سلمة الجرمي، وأبو مريم الحنفي، وكعب بن سور، والحسن البصرى، وأدرك خمس مائة من الصحابة، وقد جمع بعض العلماء فتاويه فى سبعة أسفار ضخمة قال أبو محمد بن حزم: وأبو الشعثاء جابر بن زيد، ومحمد بن سيرين، وأبو قلابة عبد الله بن زيد الجرمى، ومسلم بن يسار، وأبو العالية، وحميد بن عبد الرحمن، ومطرف بن عبد الله الشخير، وزرارة بن أبى أوفى، وأبو بردة بن أبى موسى.ثم بعدهم أيوب السختياني، وسليمان التيمى، وعبد الله بن عوف، ويونس بن عبيد، والقاسم بن ربيعة، وخالد بن أبى عمران، وأشعث بن عبد الملک الحمرانى، وقتادة، وحفص بن سليمان، وإياس بن معاوية القاضى (اعلام الموقعين، ج ا، ص ۲۰، فصل فقهاء البصرة)

وبعدهم سوار القاضى، وأبو بكر العتكى، وعثمان بن سليمان البتى، وطلحة بن إياس القاضى، وعبيد الله بن الحسن العنبرى، وأشعث بن جابر بن زيد.ثم بعد هؤلاء عبد الوهاب بن عبد المجيد الثقفى، وسعيد بن أبى عروبة، وحماد بن سلمة، وحماد بن زيد، وعبد الله بن داود الحرشى، وإسماعيل بن علية، وبشر بن المفضل، ومعاذ بن معاذ العنبرى، ومعمر بن راشد، والضحاک بن مخلد، ومحمد بن عبد الله الأنصارى (اعلام الموقعين، ج ا، ص ۲۰، فصل فقهاء البصرة)

گلی دارالعلم بنی ہوئی تھی، ہر طرف دینی وعلمی مجلسیں اور حضرات صحابہ وکبار تابعین کے طبقے قائم تھے، جس کی وجہ سے اس درسگاہ کا تعلق تابعین، اتباعِ تابعین کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے بھی رہا ہے، اور جہاں امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری جیسے بزرگ ہستیوں نے بھی کئی سال تک درس وتدریس کی خدمات سرانجام دیں۔

عہدِ تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج میں کوفہ کے درجِ ذیل اصحابِ فقہ وفتاویٰ اور مفتیوں کا نام شامل رہا ہے۔

(1)......علقمہ بن قیس نخعی (2)......اسود بن یزید نخعی (یہ علقمہ بن قیس کے چچا تھے) (3)......عمرو بن شرحبیل ہمدانی (4)......مسروق بن اجدع ہمدانی (5)......عبیدہ سلمانی (6)......قاضی شریح بن حارث (7)......سلیمان بن ربیعہ باہلی (8)......زید بن صوحان (9)......سوید بن غفلہ (10)...... حارث بن قیس جعفی (11)...... عبدالرحمٰن بن یزید نخعی (12)......قاضی عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (13)......خیثمہ بن عبدالرحمٰن (14)......سلمہ بن صہیب (15)...... مالک بن عامر (16)......عبداللہ بن سخرہ (17)...... زِر بن حبیش (18)......خلاس بن عمرو (19)......عمرو بن میمون اودی (20)...... ہمام بن حارث (21)...... حارث بن سوید (22)...... یزید بن معاویہ نخعی (23)......ربیع بن خیثم (24)......عتبہ بن فرقد (25)......صلہ بن زفر (26)......شریک بن حنبل (27)......ابووائل شقیق بن سلمہ۔

کوفہ کے ان مجتہدین ومفتیین کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے، یہ حضرات، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے خاص شاگردوں میں سے تھے، اہلِ علم ان سے استفادہ کرتے تھے، یہ حضرات اکابر صحابہ کی موجودگی میں فتاویٰ دیا کرتے تھے، اور حضرات صحابہ ان کو اس کی اجازت دیتے تھے، ان میں سے اکثر حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی علم حاصل کیا تھا۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ کتب میں ملتا ہے کہ عمرو بن میمون اودی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

کے خاص شاگرد تھے، ان کی صحبت میں رہے اور حظِ وافر حاصل کیا، اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت ان کو وصیت کی تھی کہ اب وہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی صحبت اور شاگردی اختیار کریں، اوران سے علم حاصل کریں، چنانچہ عمرو بن میمون نے ان کی اس بات پر عمل کیا۔

فقہائے کوفہ کی مذکورہ فہرست میں درج ذیل نام بھی قابلِ ذکر ہیں۔

(1)......ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود (2)......عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود (یہ دونوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے) (3)......میسرہ (4)......زاذان (5)......ضحاک (6)......عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (انہوں نے لگ بھگ سو صحابہ کرام سے کسبِ علم حاصل کیا تھا) [1]

ان کے بعد کوفہ کے فقہاء وعلماء میں درج ذیل حضرات اہلِ فقہ وفتاویٰ تھے۔

(1)......ابراہیم نخعی (آپ امام ابوحنیفہ کے استاذ بھی ہیں) (2)......امام شعبی (آپ بھی امام ابوحنیفہ کے استاذ اور کوفہ کے مشہور فقیہ ومفتی تھے) (3)......سعید بن جبیر (4)......قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود (5)......ابوبکر بن ابوموسیٰ (6)...... محارب بن دثار (7)......حکم بن عتبہ (8)......جبلہ بن سحیم (ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد) (9)......حماد بن ابی سلیمان (آپ کوفہ کے مشہور امام اور استاذِ وقت تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آپ نے حدیث سنی تھی، اور دوسرے بڑے صحابۂ کرام کے فیض یافتہ بھی تھے، اس وقت کوفہ میں ان ہی کا حلقہ مرجع عام سمجھا جاتا تھا) (10)......سلیمان بن معتبر (11)......امام اعمش (12)......مسعر بن کدام۔

---

[1] وهؤلاء أصحاب علي وابن مسعود. وأكابر التابعين كانوا يفتون فى الدين، ويستفتيهم الناس، وأكابر الصحابة حاضرون يجوزون لهم ذلك، وأكثرهم أخذ عن عمر وعائشة وعلي، ولقي عمرو بن ميمون الأودي معاذ بن جبل، وصحبه، وأخذ عنه، وأوصاه معاذ عند موته أن يلحق بابن مسعود فيصحبه ويطلب العلم عنده، ففعل ذلك. ويضاف إلى هؤلاء أبو عبيدة وعبد الرحمن ابنا عبد الله بن مسعود، وعبد الرحمن بن أبي ليلى، وأخذ عن مائة وعشرين من الصحابة، وميسرة، وزاذان، والضحاك (اعلام الموقعين، ج ا، ص ٢٠، فصل: فقهاء الكوفة)

پھر مذکورہ بالا حضرات کے سلسلۂ تلمذ میں درج ذیل بزرگ ہستیاں شامل تھیں۔

(1)...... فقہ حنفی کے مشہور امام اور بانی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (2)...... سفیان ثوری (3)...... قاضی شریک (4)...... محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (5)...... عبداللہ بن شبرمہ (6)...... سعید بن اشوع (7)...... قاسم بن معن (8)...... حسن بن صالح (9)...... حفص بن غیاث (10)...... وکیع بن جراح [1]

ان حضرات کے بعد امام ابوحنیفہ کے تلامذہ میں سے درج ذیل حضرات اصحابِ فقہ وفتاویٰ اور مرجع الخلائق تھے۔

(1)...... امام و قاضی ابو یوسف (2)...... محمد بن حسن شیبانی (3)...... زفر بن ہذیل (یہ تینوں حضرات امام ابوحنیفہ کے خاص الخاص شاگردوں اور فقہ حنفی کے ناشرو ترجمانوں میں سے تھے) [2]

(4)...... حماد بن ابوحنیفہ (5)...... قاضی حسن بن زیاد لؤلوی (6)...... رقہ کے مشہور قاضی محمد بن حسن (7)...... قاضی عافیہ (8)...... قاضی نوح (9)...... اسد بن عمرو۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اکثر تلامذہ اپنے وقت کے امام اور مرجعِ خلائق ہونے کے ساتھ ساتھ، مختلف علاقوں کے قاضی بھی تھے، جو کہ فقہ حنفی کے اصول وقوانین کی روشنی میں فیصلے دیا کرتے تھے،

---

[1] ثم بعدهم إبراهيم النخعي، وعامر الشعبي، وسعيد بن جبير، والقاسم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود، وأبو بكر بن أبي موسى، ومحارب بن دثار، والحكم بن عتيبة، وجبلة بن سحيم وصحب ابن عمر. ثم بعدهم حماد بن أبي سليمان وسليمان بن المعتمر، وسليمان الأعمش، ومسعر بن كدام. ثم بعدهم محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، وعبد الله بن شبرمة، وسعيد بن أشوع، وشريک القاضي، والقاسم بن معن، وسفيان الثوري، وأبو حنيفة، والحسن بن صالح بن حي (اعلام الموقعين، ج ١، ص ٢١، فصل: فقهاء الكوفة)

[2] امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی نگرانی میں اور رہنمائی میں فقہ حنفی کو ان کے چالیس شاگردوں نے باقاعدہ مدون ومرتب کیا، جن میں خاص طور پر امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ کے نام شامل ہیں، ان حضرات نے اپنی تصانیف اور فتاویٰ کے ذریعہ اس فقہ کو دنیا بھر میں پھیلایا، چنانچہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے، اس طرح آپ کے بہت سے فیصلے فقہ حنفی میں خصوصی مقام رکھتے تھے، جن کی روشنی میں آج بھی دنیا بھر کے علمائے کرام ومفتیانِ عظام وقت کی ضرورتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فتاویٰ دیتے اور فیصلے فرماتے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ کا عراق میں حلقۂ درس ہوا کرتا تھا، جس سے ہزاروں کی تعداد میں خلق اللہ نے فائدہ اُٹھایا، اور اس طرح اس مسلک کی دنیا بھر میں اشاعت ہوئی۔

اس لحاظ سے فقہی مسائل میں کتابُ القضاء کو ہر دور میں خصوصی اہمیت حاصل رہی، جو کہ متعدد علاقوں کا دستور اور آئین بھی رہا۔

اور امام سفیان ثوری کے تلامذہ میں:

(1)......اشجعی (2)......معافی بن عمران (3)...... یحییٰ بن آدم قرشی (4)......حسن بن حی، غیرہ حضرات شامل ہیں۔ [1]

مذکورہ سطور میں کوفہ کے متعدد شیوخ وامام کے اسمائے گرامی ذکر کیے گئے ہیں، جو کہ وقت کے امام، قاضی، فقیہ اور مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ مرجع الخلائق بھی تھے، جن میں سے اکثر اکابر صحابہ کی موجودگی میں لوگوں کو فتاویٰ دیا کرتے تھے، بعض نے تو متعدد کتب بھی تالیف فرمائیں، ان میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا حلقۂ درس اور مخصوص انداز تھا۔

ان حضرات کے علاوہ کتبِ تاریخ وسوانح میں اور بھی کئی حضرات کا ذکر ملتا ہے، جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے، جس سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کوفہ کو اسلامی علوم کے مراکز میں ایک خاص مقام حاصل تھا، اور مدینہ ومکہ کی درسگاہوں کے بعد کوفہ کو متعدد علوم کا مرکز و منبع سمجھا جاتا تھا، ان دنوں کوفہ میں درس وتدریس کا نہایت زور تھا، یہاں کے اکثر حضرات جو کہ فقہ وحدیث میں کمال رکھتے تھے، ان میں سے اکثر صحابہ کرام یا پھر دوسرے بزرگ تابعین سے سند یافتہ تھے، متعدد مشائخ فقہ وحدیث کی تکمیل کے لیے دور دراز سے سفر کرکے یہاں تشریف لایا کرتے تھے، اور اپنے علم کی پیاس بجھانے کے لئے سالوں سال یہاں قیام کرتے تھے، اور ہمہ وقت فقہ وحدیث کی تحقیق وتخریج میں مشغول رہا کرتے تھے، اور ان حضرات کی نگرانی یہاں کے بزرگ صحابہ اور تابعین کیا کرتے تھے، جس کے بعد یہ لوگ اپنے اپنے علاقوں اور ملکوں میں فقہ کی تدوین کا سبب بنتے تھے۔ (جاری ہے............)

---

[1] ثم بعدهم حفص بن غياث، ووكيع بن الجراح، وأصحاب أبي حنيفة كأبي يوسف القاضي، وزفر بن الهذيل، وحماد بن أبي حنيفة، والحسن بن زياد اللؤلؤي القاضي، ومحمد بن الحسن قاضي الرقة، وعافية القاضي، وأسد بن عمرو، ونوح بن دراج القاضي، وأصحاب سفيان الثوري كالأشجعي والمعافى بن عمران، وصاحبي الحسن بن حي الزولي، ويحيى بن آدم (اعلام الموقعين، ج ۱، ص ۲۱، فصل: فقهاء الكوفة)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ(قسط41) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ خندق اور ذات الرقاع میں شرکت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، چنانچہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے بعد غزوۂ خندق اور دوسرے غزوات میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔

غزوۂ خندق کے بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، جَاءَ يَوْمَ الخَنْدَقِ، بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي العَصْرَ، حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلَى بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا، فَصَلَّى العَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا المَغْرِبَ (بخاری، رقم الحديث ٥٩٦، مسلم، رقم الحديث ٢٠٩ "٦٣١")

ترجمہ: عمر بن خطاب (غزوۂ) خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد آئے، اور قریش کے کفار کو برا بھلا کہنے لگے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے عصر کی نماز ابھی تک نہیں پڑھی، یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہوگیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی، پھر ہم سب مقام بطحان کی طرف گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم سب نے نماز کے لیے وضو کیا، اور سورج غروب ہوجانے کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی، اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کی (بخاری، مسلم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، غزوۂ خندق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔

غزوۂ خندق میں کفار کی وجہ سے عصر کی نماز مؤخر ہونے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کے لئے بددعا کرنا بھی مروی ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ، وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى فُرْضَةٍ مِنْ فُرَضِ الْخَنْدَقِ: شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، مَلَأَ اللهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ، أَوْ قَالَ: قُبُورَهُمْ وَبُطُونَهُمْ نَارًا

(مسلم، رقم الحديث ۲۰۴ ''۶۲۷'')

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احزاب کے دن جبکہ آپ خندق کے ایک راستہ پر بیٹھے تھے، فرما رہے تھے کہ ان کافروں نے ہم کو نمازِ وسطیٰ (یعنی عصر کی نماز) سے روک دیا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو یا قبروں اور پیٹوں کو آگ سے بھر دے (مسلم)

اور روایات سے غزوۂ ذات الرقاع میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شرکت معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ أُولَئِكَ، فَجَاءَ أُولَئِكَ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ، وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ (بخاری، رقم الحديث ۴۱۳۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو نماز پڑھائی، اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا، پھر جب وہ (پہلا گروہ) اپنے ساتھیوں کی جگہ چلے گئے تو دوسرا گروہ آ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی، اور پھر ان کے ساتھ سلام پھیرا، انہوں نے کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت مکمل کی، اور (بعد میں) دوسرے گروہ نے بھی اپنی ایک رکعت مکمل کی (بخاری)

مذکورہ حدیث کی روشنی میں بعض اہلِ علم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ ذات الرقاع میں

شرکت بیان کی ہے۔ [1]

مذکورہ حدیث میں جنگ اور خوف کی حالت میں پڑھی جانے والی نماز کا ذکر ہے، اس نماز کا نام احادیث میں صلاۃِ خوف بیان ہوا ہے۔ [2]

صلاۃِ خوف کے احادیث میں مختلف طریقے بیان ہوئے ہیں، جن کی رو سے محدثین وفقہاء کرام نے بھی صلاۃِ خوف کے مختلف طریقے بیان کیے ہیں، جو حدیث وفقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ [3]

---

[1] وفيها ما يدل على أنه شهد غزوة ذات الرقاع، ففيهما عن سالم ابن عبد الله بن عمر عن أبيه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى بإحدى الطائفين، والطائفة الأخرى مواجهة العدوّ، ثم انصرفوا فقاموا فى مقام أصحابهم أولئك، فجاء أولئك، فصلى بهم ركعة ثم سلم عليهم، ثم قام هؤلاء فقضوا ركعتهم، وقام هؤلاء فقضوا ركعتهم (محض الصواب فى فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، ليوسف بن حسن بن أحمد بن حسن ابن عبد الهادى الصالحى، جمال الدين، ابن المبرد الحنبلى (المتوفى: 909 هـ)، ج ۲، ص ۴۰۴)

[2] عن ابن عمر، قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الخوف بإحدى الطائفتين ركعة، والطائفة الأخرى مواجهة العدو، ثم انصرفوا وقاموا فى مقام أصحابهم مقبلين على العدو، وجاء أولئك ثم صلى بهم النبى صلى الله عليه وسلم ركعة، ثم سلم النبى صلى الله عليه وسلم، ثم قضى هؤلاء ركعة، وهؤلاء ركعة (مسلم، رقم الحديث ۳۰۵ "۸۳۹")

[3] وذكر بن القصار المالكى أن النبى صلى الله عليه وسلم صلاها فى عشرة مواطن والمختار أن هذه الأوجه كلها جائزة بحسب مواطنها وفيها تفصيل وتفريع مشهور فى كتب الفقه (شرح النووى على مسلم، ج ۶، ص ۱۲۶، تحت رقم الحديث ۸۴۰، باب صلاة الخوف)

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Awami Poultry

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ریموٹ والی گاڑی

پیارے بچو! ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بچہ تھا۔ اس کا نام ارسلان تھا۔ اس کو کھلونے بہت پسند تھے۔ جب بھی وہ اسکول سے گھر واپس آتا تو وضو کر کے نماز پڑھتا تھا۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ گھر میں رہتا تھا۔ اس کے امی ابو نے اس کے لیے ایک قاری صاحب لگوائے ہوئے تھے جو اس کو گھر آ کر قاعدہ وغیرہ پڑھاتے تھے۔ ایک دن وہ گھر آیا تو اس نے کیا دیکھا کہ گھر میں کافی سارے کھلونے رکھے ہوئے ہیں۔ کھلونے مختلف اقسام کے تھے۔ کوئی ریموٹ والی گاڑی تھی تو کوئی ریموٹ والا موٹر سائیکل۔ ریموٹ والی گاڑی یا موٹر سائیکل کے ساتھ ایک ریموٹ ہوتا ہے جس کے آگے ایک لمبی سی لوہے کی تار ہوتی ہے جسے اینٹینا بھی کہتے ہیں۔ کسی ریموٹ میں ایک سیل اور کسی میں دو سیل ڈلتے ہیں۔ ریموٹ والی کسی گاڑی میں چھ اور کسی میں آٹھ سیل ڈلتے ہیں۔

ارسلان اتنا خوش ہوا کہ وہ وضو کرنا اور نماز پڑھنا بھول گیا۔ وہ انہیں سوچوں میں گم تھا:

''امم.... امم اس میں سیل کتنے ڈلیں گے؟ اور ہاں سیل کے لیے پیسے کہاں سے لاؤں گا؟''

اس کو یاد آیا کہ اس نے پلاسٹک کا ایک غلق خریدا تھا۔ اب اگر کسی کو غلق کا نہیں پتا تو غلق میں بھی کئی طرح کی اقسام ہیں، پلاسٹک اور مٹی کے بنے دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں پیسے جمع کیے جاتے ہیں پیسوں میں بھی سکوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ صرف پیسے جمع کرنا ہی اس غلق کی خاصیت نہیں، بلکہ جمع کرنے والے کے دماغ پر ایک کیڑا مسلسل منڈلاتا رہتا ہے کہ کب پلاسٹک کا ہو تو اسے کاٹوں اور مٹی کا ہو تو زمین پر پھینک کر تھراش کی آواز سنوں۔

خیر ارسلان نے ایک چھری لی اور غلق کی پیسے ڈالنے والی جگہ کے اندر اس کی نوک اندر ڈالی اور چوڑائی کے رخ چھری چلائی۔ غلق کو چھری سے اس طریقے سے کاٹ کر انگوٹھے سے دبایا جائے تو اس میں نہ صرف پیسے ہی دیکھے جا سکتے ہیں بلکہ اگر اسی حالت میں اسے الٹایا جائے تو پیسے نکالنے میں بھی کافی سہولت ہوتی ہے۔

ارسلان وضو کرنا بھول چکا تھا، نماز بھی بھول چکا تھا۔ باہر قاری صاحب کھڑے گھنٹیوں پہ گھنٹیاں بجا کر پریشانی کے عالم میں گھر کے سامنے ادھر سے ادھر چکر لگا رہے تھے۔ دوسری طرف باہر ہر گزرنے والا قاری صاحب کو اوپر سے نیچے تک نظر جما کر دیکھتا اور اس طرح دیکھتے ہوئے گزر جاتا جیسے قاری صاحب اس کے اپنے گھر کے باہر کھڑے ہوں۔ قاری صاحب تھوڑی دیر انتظار کر کے چلے گئے۔

ارسلان پیسے لے کر باہر دوکان پر گیا اور دس سیل خرید لایا۔ دو سیل ریموٹ میں اور آٹھ سیل گاڑی میں ڈالے۔ ریموٹ ہاتھ میں لے کر بٹن دبایا اور گاڑی آگے آگے تھی اور ارسلان اس کے پیچھے پیچھے۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی کی رفتار آہستہ ہوگئی۔ اس کی لائیٹوں میں جلنے والی روشنی مدھم ہوگئی۔ بالآخر گاڑی کے صرف ٹائر ہی مڑ سکتے تھے اور گاڑی مزید چل نہیں پا رہی تھی۔ بعد میں ارسلان کو احساس ہوا کہ گاڑی کے سیل ختم ہو چکے ہیں۔

قاری صاحب جا چکے تھے، نماز کا وقت نکل چکا تھا۔ ارسلان کو بالآخر احساس ہوا:

"ہیں......میں نے تو نماز نہیں پڑھی! اوہو! قاری صاحب نے بھی آنا تھا وہ نہیں آئے؟"

پیارے بچو! جب بھی کوئی کھیل یا کھیل کی چیز سامنے آئے تو انسان کو اپنے کام نہیں بھولنے چاہئے۔ نماز ہو یا قرآن مجید کی تلاوت ہر کام اپنے وقت پر کرنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ کھیل تماشے میں ہی ساری زندگی گزر جائے اور اس وقت احساس ہو جب ہاتھ میں کچھ بھی نہ ہو۔

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط30) مفتی طلحہ مدثر

ایک سے زیادہ شادیاں کرنا (حصہ چہارم)

معزز خواتین! پہلے یہ بات بیان ہوچکی ہے، مسئلہ کے حوالے سے ائمہ اربعہ کے نزدیک دوسری شادی کرنا جائز ہے، سنت نہیں، بلکہ بعض حضرات کے نزدیک تو ایک ہی شادی پر اکتفا کرنا مستحب ہے، اس لیے ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہم ہر کس و ناکس کو دوسری شادی کی ترغیب دیں، ہاں اگر کسی خاص شخص کو اس کے حالات دیکھتے ہوئے ترغیب دیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسری شادی کی ضرورت

دوسری شادی سے متعلق پچھلی اقساط میں جو بھی گزارشات کی گئی ہیں، ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ دوسری شادی کرنی ہی نہیں چاہیے، بلکہ پہلے جو کچھ تحریر ہوا وہ عام حالات اور مسئلہ کی شرعی وضاحت کے اعتبار سے ہے، کسی خاص اجتماعی یا انفرادی حالات میں دوسری شادی کی ضرورت سے انکار کرنا ممکن نہیں، چنانچہ بعض اوقات ایسے حالات اور صورتحال پیش آجاتی ہے، جس میں دوسری شادی کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں عدمِ برداشت کی جو ہوا چل نکلی ہے (نہ جانے اس کا اختتام کہاں ہوگا)، اس عدمِ برداشت نے ہر شعبہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اللہ ہی ہماری قوم میں حوصلہ اور برداشت پیدا فرمائے، اسی عدمِ برداشت کا نتیجہ ہے، کہ ایک طرف تو بعض حضرات ہر کسی کو دوسری شادی کی ترغیب دیتے نظر آتے ہیں، اور دوسری طرف اگر کوئی شخص اپنی حالت اور ضرورت کے پیشِ نظر دوسری شادی کرلے تو اس کا ہمارے معاشرے میں ایسا حشر کیا جاتا ہے، کہ گویا اس نے کوئی ایسا گناہ کرلیا جس کی سزا واجب القتل سے کم نہیں، اور افسوس کے ساتھ ایسا ہمارے شہری اور تعلیم یافتہ علاقوں میں زیادہ ہے، ایک کام جو شریعت نے جائز رکھا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس عمل کو انجام دیا، اس پر ایسے سخت ردِعمل کے اظہار کے کوئی معنی نہیں بنتے، ایسے بہت سے

حالات پائے جاتے ہیں جن میں دوسری شادی کا مشورہ دینا، مصلحت کا تقاضا اورزوجین کے لیے بھی بہتر ہوتا ہے۔

مثلاً کسی شخص کی بیوی اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے، ہزار جتن اور علاج معالجہ کرنے کے بعد بھی یہی معلوم ہوا کہ کمزوری عورت میں ہے اور اس کا علاج بھی ممکن نہیں، تو ایسی صورت میں اگر لڑکی کے خاندان سے پوچھا جائے تو انہوں نے تو اس کو قدرت، تقدیر اور اللہ کی رضا کے حوالے کر دینا ہے، کہ بھائی کیا ہوسکتا اللہ کی رضا مندی اسی میں ہے؟ یہ تو مسلّم ہے، کہ اللہ کی رضا مندی کے بغیر اولاد نہیں ہوسکتی، اس کو عورت کے حق میں تو تسلیم کر لیتے ہیں، لیکن یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا مندی اور منشا شوہر کے حق میں بھی یہی ہے، کہ بیوی میں کمزوری ہے تو شوہر بھی لاولد رہے، وحی اور رسول کے علاوہ ایسا تو کوئی ذریعہ ہے نہیں کہ اس سے اللہ کی رضا مندی معلوم ہو سکے، لہذا یہ دعویٰ تو لغو ہے، پھر تقدیر والے مشورے سے بات بن جائے تو ٹھیک ورنہ ان کا اگلا مشورہ یہ ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کے بچہ کو لے پالک بنالیں، اور اپنی اولاد کی آرزو اور ارمان پورا کرلیں، پھر اگر کسی ایسے بچے کو لے کر پالیں، جس کے ماں باپ نہ ہو، لاوارث ہو تو پھر بھی کچھ بہتر ہے، اگرچہ شرعی مسائل بعد میں اس صورت میں بھی پیدا ہوتے ہیں، یہاں تو یہ کیا جاتا ہے، کہ اپنے ہی کسی بہن، بھائی یا رشتہ دار کے بچہ کو ان کے حقیقی ماں باپ سے لے کر پالا جاتا ہے، اس طرح سے لڑکی کے گھر والے اپنی بچی کو تو سوتن سے بچا لیتے ہیں، لیکن اس ننھے لے پالک کی شخصیت کو جو ناقابلِ تلافی نقصان ہوتا ہے، اس کی کوئی پرواہ نہیں، ساری زندگی ایسے بچے اپنے حقیقی والدین سے بدظن اور اپنے حقیقی بہن بھائیوں سے حسد ہی کرتے رہ جاتے ہیں، ایسی صورت میں اکثر وبیشتر لے پالک بچہ اور اس کے حقیقی والدین ساری زندگی اپنے ذمہ واجب ایک دوسرے کے حقوق ضائع اور تلف کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتے رہتے ہیں اور بالفرض اگر کچھ عرصہ بعد اپنی خود کی بھی اولاد ہو جائے تو اس لے پالک سے جو سلوک ہوتا ہے، اس کا تو اندازہ وہی لگا سکتا ہے، جس پر بیتی ہو، وہ بے چارہ نہ تین میں رہتا ہے نہ تیرہ میں ''الا ما شاء اللہ'' خیر یہ بات تو دوسری طرف نکل گئی، اصل مقصد یہ تھا کہ لڑکی کے گھر والوں کا اسی بات پر اصرار رہتا ہے کہ اسی طرح

گزارہ کرو، اللہ کی مرضی، رضا، تقدیر کو کون ٹال سکتا ہے وغیرہ وغیرہ، ایسی باتیں کر کے تقدیر کو تو نہیں البتہ بیچارے شوہر کو ضرور ٹالا جا سکتا اور اکثر جگہ ٹالا بھی جاتا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس لڑکے کے گھر والوں کے پاس ایک واحد اور صحیح راستہ یہ ہوتا کہ ہمارا بیٹا پہلی بیوی کو طلاق دیدے اور دوسری لڑکی سے شادی کر لے، بیٹا مان لے تو ٹھیک ورنہ بہو کی ناک میں ایسا دم کیا جاتا ہے، کہ وہ جیتے جی ہی مر جائے، جبکہ ایسی صورت میں بیچ کا راستہ یہ ہے کہ پہلی بیوی کو اس کا درجہ اور حق دیتے ہوئے دوسری شادی کر لی جائے، اور اس کو طلاق کی صورت میں ناکردہ گناہ کی اور تقدیر کے ایسے فیصلہ کی سزا نہ دی جائے، جس میں کسی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

اسی طرح بعض اوقات بیوی کسی مہلک متعدی مرض میں مبتلا ہوتی ہے، جو ایک شخص سے دوسرے میں منتقل ہوتا ہے، مثلاً ایڈز وغیرہ، ایسی صورت میں عموماً عورت کو چھوڑ دیا جاتا ہے، لیکن ایسی صورت میں اگر خاوند بیوی کو طلاق نہ دے، اور نہ ہی دوسری شادی کرے، تو دو صورتوں میں سے ایک صورت پیش آئے گی، یا تو اس کو سخت صبر کرنا ہوگا، یا پھر خواہش سے مجبور ہو کر ناجائز طریقہ اختیار کرنا پڑے گا، جبکہ اس کے برعکس اگر خاوند دوسری شادی کر لیتا ہے، تو یہ صورت دونوں کے حق میں بہتر ہے۔

اسی طرح بعض اوقات ایک عرصہ ساتھ گزارنے اور صاحبِ اولاد ہو جانے کے باوجود بھی میاں ، بیوی کے مزاج میں موافقت اور ہم آہنگی پیدا نہیں ہو پاتی، اور شرعی اعتبار سے میاں بیوی دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک اور مودت اور محبت سے رہنے کا حکم ہے، نہ کہ گھر کا ماحول ایسا بن جائے، جیسے کسی جیل میں عمر قید کی سزا کاٹنے والے قیدیوں کا ہوتا ہے، کہ مرتا کیا نہ کرتا سر پر پڑ گئی ہے تو زندگی تو گزارنی ہے، ایسی صورتحال میں زوجین میں علاحدگی، ان کے اپنے اور بچوں کے لیے سخت نقصان دہ ہوتی ہے، لہٰذا اگر شوہر دوسری شادی کر لے، اور پہلی بیوی کی بھی شرعی ذمہ داریوں اور حقوق کو پورا کرتا رہے تو یہ بہتر ہے۔

بعض اوقات علاقے، ماحول اور نشو نما کے فرق کی وجہ سے کسی شخص میں جنسی طاقت زیادہ ہوتی ہے اور اس کے مقابلے میں بیوی میں یہ رغبت اور طاقت کم ہوتی ہے، جس کی وجہ سے شوہر کی ضرورت صحیح طور پر پوری نہیں ہو رہی ہوتی، ایسی صورت میں شوہر کے لیے ایک بیوی پر اکتفا مشکل ہوتا ہے، اور اس کے گناہ میں مبتلا ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے، ایسی صورت میں شوہر کو دوسری شادی کا

مشورہ دینا بہتر ہے، تاکہ اس کی دین داری اور پاکدامنی برقرار رہے۔

اسی طرح بعض اوقات گھر کی ضرورت کی بنا پر دوسری شادی کرنی پڑتی ہے، مثلاً کسی شخص کے بھائی وغیرہ کا انتقال ہو جائے، جو لواحقین میں بیوہ اور یتیم بچے چھوڑ جائے، جن کی کفالت کی ذمہ داری بھی اسی پر ہو، اور بیوہ کے پیچھے ایسی سپورٹ بھی نہ ہو، جو اس کی کفالت کر سکے، بیوہ کی عمر بھی کم ہو ،تو ایسی صورت میں اگر یہ شخص اپنے بھائی کی بیوی اور اس کے بچوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے بیوہ سے شادی کر لے، تو یہ نہ صرف بہتر بلکہ باعثِ اجر و ثواب بھی ہوگا، ہمارے معاشرے میں تحفظ فراہم کرنا تو دور کی بات ہے، اگر کوئی ایسے لواحقین کی مالی معاونت بھی کر دے تو غنیمت ہے، ورنہ عام طور پر کم عمری میں بیوہ ہو جانے والی خاتون اور اس کے بچوں کو نیچ اور منحوس سمجھ کر ایسا سلوک کیا جاتا ہے، جن سے تعلقات اور مِلن سے نحوست منتقل ہونے کا خدشہ ہو (نعوذ باللہ) اور اگر کوئی بے چاری بیوہ دوسری شادی کر لے تو اس پر نہ جانے کیا کیا طعنے اور فقرے کسے جاتے ہیں، جبکہ یہ سوچ سراسر ہندوانہ معاشرے کی عکاس ہے، اگر کسی عورت کے لیے صرف مالی سپورٹ اور سہارا ہی اکیلے زندگی گزارنے کے لیے کافی ہوتا، تو پھر تو کسی امیر خاتون کو شادی کی ضرورت ہی نہ ہوتی، ایسے خاندان جہاں کم عمری میں بیوہ ہو جانے والی خاتون کو اکیلے زندگی گزارنے کی سزا دی جاتی ہے اور خاندان کے ذی اختیار لوگ اس طرف بالکل توجہ نہیں کرتے، خواہ اس کی وجہ کلچر ہو یا زمانے کی باتوں سے ڈرنا، ایسے صاحب اختیار لوگ اللہ کی عدالت میں ضرور اس کے جوابدہ ہوں گے، اس اثناء میں اگر کم عمر بیوہ سے جذبات کی شدت کی وجہ سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے، تو اس کی ذمہ دار تنہا وہ بیوہ نہیں بلکہ وہ تمام افراد ہوں گے، جو اس معاملے میں صاحب اختیار تھے، مگر جان بوجھ کر اس معاملے میں بے توجہی اور بے التفاتی برت کر انہوں نے بیوہ کو ایسی غلطی کرنے کا موقع فراہم کیا، ایسی صورت میں مناسب یہی ہے کہ اس بیوہ سے ایسا کوئی فرد نکاح کر لے، جو یتیم بچوں کا محرم بھی ہو اور بیوہ کی ذمہ داری بھی اٹھا سکتا ہو، تاکہ بعد میں کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اوپر دوسری شادی کی ضرورت کے جو اسباب اور وجوہات ذکر کی گئیں ہیں، وہ انفرادی ہیں، لیکن بعض اوقات دوسری شادی قومی اور اجتماعی ضرورت بن جاتی ہے، جس کا تعلق کسی خاص شخص کی

زندگی سے نہیں بلکہ پوری قوم سے وابستہ ہوتا ہے، مثلاً کسی جنگ یا ناگہانی آفت یا حادثہ میں مردوں کی کثیر تعداد ہلاک ہوجائے، جس کے بعد مردوں کی آبادی میں کمی واقع ہوجائے، تو ایسی صورت میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا قومی ضرورت بن جائے گا، ایسی صورت میں من حیث القوم اس بات کی ترغیب دی جائے گی، کہ ایک سے زیادہ شادیاں کی جائیں، کیونکہ اگر سارے مرد ایک ہی شادی پر اکتفا کریں گے، تو خواتین کی کثیر تعداد بغیر شادی کے رہ جائے گی، جو معاشرے کے بگاڑ اور شدید فساد کا باعث ہوگی، اور یہ صورت صرف فرضی نہیں ہے بلکہ حقیقی ہے، دوسری جنگِ عظیم کے بعد بعض ممالک میں حقیقتاً ایسی صورتحال پیدا ہوگئی تھی، چنانچہ دوسری جنگ عظیم کے بعد جرمنی میں مردوں کی کثیر تعداد ہلاک ہونے کے باعث عورتوں کی تعداد کے تناسب میں شدید اضافہ ہوگیا تھا، جس سے خواتین میں جنسی بے راہ روی بڑھنے لگی تھی، آخرکار خواتین کی طرف سے سرِعام احتجاج اور مظاہرے کیے گئے، اور ایک سے زیادہ شادیوں کے جواز کو قانونی شکل دینے کا مطالبہ کیا گیا، اگر خدانخواستہ ایسی صورتحال کسی اسلامی ملک میں پیش آجاتی ہے، تو وہاں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا قومی ضرورت بن جائے گا۔

اوپر تحریر کردہ دوسری شادی کی ضرورت کے عام وخاص اسباب وہ تھے، جن کی طرف راقم کی توجہ ہوسکے، ورنہ دوسری شادی کی ضرورت کے اسباب انہی صورتیں میں منحصر نہیں ہیں، بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے اسباب اور وجوہات ممکن ہیں، جن کا انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ظاہر ہونا ممکن ہے۔

(جاری ہے............)

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

غصہ کے وقت ''اعوذ باللہ'' پڑھنے کا حکم

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا يَغْضَبُ وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ ذَا عَنْهُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (مسلم، رقم الحديث 2610''110'')

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالی دی ان میں سے ایک آدمی کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں، رسول اللہ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ آدمی اسے کہہ لے تو اس سے (یہ غصہ) جاتا رہے (وہ کلمہ یہ ہے) **أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ** (مسلم)

اس حدیث میں غصہ کے وقت ''اعوذ باللہ'' پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، جس سے غصہ دور اور ختم ہوجاتا ہے، اور ایک حدیث میں غصہ کے وقت وضو کرنے کا حکم آیا ہے، اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے، اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے (سنن أبي داؤد، حديث نمبر 4784)

عارف فوڈز

حاجی محمد عارف
0300-5131250
0315
0322-5503460

حاجی عمران

حاجی امجد
0300-5198823
0315

حاجی کامران
0321-5353160
0312

L-72 بالمقابل ملکوں کا قبرستان
ظفر الحق روڈ، راولپنڈی
051-5503326-5504434-5503460

گلی نمبر 64، بالمقابل چوہدری ڈینٹل کلینک
چاہ سلطان روڈ، امر پورہ، راولپنڈی
051-5502260-5702260

حکمرانوں کو سب وشتم کرنے، عیب لگانے اور نافرمانی نہ کرنے کا حکم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَانَا كُبَرَاؤُنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَسُبُّوا أُمَرَاءَكُمْ وَلَا تَغُشُّوهُمْ وَلَا تَبْغَضُوهُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاصْبِرُوا فَإِنَّ الْأَمْرَ قَرِيبٌ (السنة لابن ابی عاصم، رقم الحدیث 1015)

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے ہمارے بڑوں نے منع فرمادیا ہے کہ تم اپنے حکمرانوں کو سب وشتم نہ کرو، اور نہ ان کے ساتھ دھوکہ دہی کرو، اور نہ ان کے ساتھ بغض رکھو، اور تم اللہ سے ڈرو، اور (حکمرانوں کی طرف سے پیش آمدہ آزمائشوں پر) صبر کرو، پس (اس طرح کرنے کے نتیجہ میں) معاملہ (یعنی کامیابی اور آزمائش سے نجات) قریب ہے (السنۃ)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ جلیلُ القدر اور اکابر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حکمرانوں پر سبّ وشتم کرنے، اُن سے بُغض وعداوت رکھنے اور اُن پر عیب گوئی سے منع فرمادیا ہے، اور جلیلُ القدر واکابر صحابۂ کرام نے یہ حکم ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر ہی بیان فرمایا ہوگا، محدثین کے نزدیک اس طرح کی روایات مرفوع احادیث کا حکم رکھتی ہیں، البتہ حکمرانوں کو علیحدگی میں وعظ ونصیحت کرنا عبادت اور اجر وثواب کا باعث ہے، جبکہ ایک اور روایت میں حکمرانوں پر عیب لگانے اور ان کی نافرمانی کرنے سے منع کیا گیا ہے (شعب الایمان للبیهقی، حدیث نمبر7117)

مومن کی چند نمایاں صفات اور لعنت کرنے کا وبال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیْءِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث 1977)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن طعنہ دینے والا، اور لعنت کرنے والا اور فحش گوئی اور بدزبانی کرنے والا نہیں ہوتا (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ مومن کی شان نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو، اس خصلتِ بد سے ہر مؤمن کو بچنا اور باز رہنا چاہئے۔

اور حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِہٖ (مسند احمد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے (مسند احمد، حدیث نمبر 16385)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح مومن کو قتل کرنا حرام ہے، اسی طرح اس پر لعنت کرنا بھی حرام ہے، یا جس طرح کا عذاب مومن کو قتل کرنے پر ہے، اسی طرح کا عذاب مومن پر لعنت کرنے پر بھی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج6ص2236، کتاب العتق، باب الأیمان والنذور)

CANNON PRIMAX PLUS

15 سالہ گارنٹی

051-5517039
0300-8559001

نذیر سنز

Cannon not selling a mattress but a good night sleep

418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

خواتین کا کثرت سے لعنت اور ناشکری کرنے کی وجہ سے جہنّم میں جانا

حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

یَامَعْشَرَالنِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَاَکْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَفَاِنِّیْ رَأَیْتُکُنَّ اَکْثَرَاَھْلِ النَّارِفَقَالَتْ اِمْرَأَۃٌ مِّنْھُنَّ جَزْلَۃٌ وَمَالَنَا یَارَسُوْلَ اللہِ اَکْثَرُاَھْلِ النَّارِ؟قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ (مسلم)

ترجمہ: اے خواتین کے گروہ! تم صدقہ دیا کرو، اور کثرت سے استغفار اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا کرو، کیونکہ میں نے تمہیں کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے، ایک سمجھ دار عورت نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوال کیا کہ ہم کثرت سے جہنم میں کیوں جائیں گی؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) ایک تو تم کثرت سے لعنت کرتی ہو، اور دوسرے تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو (شوہر کی نعمت کا انکار کرتی ہو اور اس کے احسانات کو بھول جاتی ہو) (مسلم، حدیث نمبر 79"136"، بخاری، رقم الحدیث 304)

اس سے معلوم ہوا کہ کثرت سے لعنت کرنا اور ناشکری کرنا، جہنم میں جانے کا سبب ہے، اور اس عادت میں کثرت سے مبتلا ہونے کی وجہ سے خواتین کثرت سے جہنم میں جائیں گی، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

انگوٹھی پہننے کا حکم (قسط3)

”المحیطُ البرھانی“ کا حوالہ

”المحیطُ البرھانی“ میں ہے کہ:

ذکر فی الجامع الصغیر وینبغی أن یکون قدر فضة الخاتم المثقال ولا یزاد علیه، وقیل: لا یبلغ به المثقال (المحیط البرھانی، ج۵، ص ۳۴۹، کتاب الاستحسان و الکراھیة، الفصل الحادی عشر فی استعمال الذھب و الفضة)

ترجمہ: اور ”الجامع الصغیر“ میں مذکور ہے کہ مناسب یہ ہے کہ انگوٹھی کی چاندی ایک مثقال کے برابر ہو، اور اس سے زیادہ نہ ہو، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک مثقال کے برابر بھی نہ ہو (بلکہ اس سے کم ہو) (المحیطُ البرھانی)

مذکورہ عبارت میں ”ینبغی“ کے الفاظ ہیں، جن کے متعلق کلام آگے آتا ہے۔

”الفتاویٰ الھندیة“ کا حوالہ

”الفتاویٰ الھندیة“ میں بھی ”المحیط“ کے حوالے سے مذکورہ عبارت کا ذکر ہے۔ [1]
لیکن ہمیں ”الجامع الصغیر“ میں مذکورہ عبارت دستیاب نہیں ہوسکی۔
جبکہ ”ردُّ المحتار“ اور ”الجوھرة النیرة“ وغیرہ میں اس عبارت کو ”الجامع الصغیر“ کے بجائے ”الذخیرة“ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ [2]

---

[1] ذکر فی الجامع الصغیر وینبغی أن تکون فضة الخاتم المثقال، ولا یزاد علیه وقیل: لا یبلغ به المثقال وبه ورد الأثر، کذا فی المحیط (الفتاویٰ الھندیة، ج۵، ص ۳۳۵، کتاب الکراھیة، الباب العاشر فی استعمال الذھب و الفضة)

[2] اور حنفیہ کی جن عبارات میں ”لایزید علیٰ مثقال“ وغیرہ کے الفاظ ہیں، وہ دراصل حدیث میں مذکور ”ولا تتمه مثقالا“ کے مترادف ہیں، بلکہ اس مسئلے کو بیان کرتے ہوئے متعدد حنفیہ نے مذکورہ حدیث ہی کو مستدل بنایا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس کی وجہ سے ہمارا رجحان بھی اسی طرف ہوا کہ ایک مثقال کی مقدار کا ذکر امام محمد رحمہ اللہ کی ’’الجامع الصغیر ‘‘میں نہیں ہے، بلکہ یہ بعد کے مشائخِ حنفیہ کا قول ہے، جس کو کسی تسامح وغیرہ کی وجہ سے’’الجامع الصغیر ‘‘ کی طرف منسوب کردیا گیا ہے۔’’ومن ادعٰی خلاف ذالک فعلیہ البیان عن الإمام‘‘۔

اور برسبیلِ تسلیم بھی مذکورہ عبارت سے ایک مثقال یا اس سے زیادہ مقدار کی انگوٹھی کا ناجائز وحرام ہونا حتمی طور پر ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ مذکورہ عبارت میں ’’ینبغی ‘‘ کے الفاظ ہیں، جن کے متعلق علامہ ابنِ عابدین شامی رحمہ اللہ نے’’ردُّالمحتار ‘‘میں اور علامہ حموی رحمہ اللہ نے’’غمز عیون البصائر ‘‘میں فرمایا کہ’’ینبغی ‘‘ کے الفاظ، متاخرین کے نزدیک ’’مندوب‘‘ کے معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں، اور’’لا ینبغی ‘‘ کے الفاظ’’کراہتِ تنزیہی‘‘ کے معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں، اگرچہ متقدمین کے عرف میں ان کا استعمال عام ہے، بعض اوقات’’مندوب‘‘ اور’’کراہتِ تنزیہی‘‘ کے معنیٰ میں اور بعض اوقات’’وجوب‘‘ اور’’کراہتِ تحریمی‘‘ کے معنیٰ میں ان الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ لیکن جب خود اس حدیث سے محدثین کے نزدیک، مکروہ تنزیہی کا مراد ہونا راجح ہے، تو اس حدیث کو جس نے استدلال میں پیش کیا، اس کی بھی یہی مراد ہونا راجح ہوگا۔ محمد رضوان۔

(قوله ولا يزيده على مثقال) وقيل لا يبلغ به المثقال ذخيرة (رد المحتار، ج٦، ص ٣٦١، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى اللبس)

قوله (ولا يجوز للرجال التحلي بالذهب والفضة) وكذا اللؤلؤ؛ لأنه من حلى النساء قوله (إلا الخاتم) يعنى من الفضة لا غير أما الذهب فلا يجوز للرجال التختم به ثم الخاتم من الفضة إنما يباح للرجل إذا ضرب على صفة ما يلبسه الرجال أما إذا كان على صفة خواتم النساء فمكروه. قال فى الذخيرة وينبغي أن يكون قدر فضة الخاتم مثقالا ولا يزاد عليه وقيل لا يبلغ به المثقال ولو اتخذ خاتما من فضة وفصه من عقيق أو ياقوت أو زبرجد أو فيروزج أو نقش عليه اسمه أو أسماء من أسماء الله تعالى لا بأس به.

وفى الجامع الصغير لا يتختم إلا بالفضة (الجوهرة النيرة، ج٢، ص ٢٨١، كتاب الحظر والاباحة)

[1] مطلب لفظ ينبغي يستعمل فى المندوب وغيره عند المتقدمين (قوله ونهينا عن غدر إلخ) عدل عن قول الهداية وغيرها وينبغي للمسلمين أن لا يغدروا؛ لأن المشهور عند المتأخرين استعمال ينبغي بمعنى يندب ولا ينبغي بمعنى يكره تنزيها، وإن كان فى عرف المتقدمين استعماله فى أعم من ذلك وهو فى القرآن كثير -ما كان ينبغي لنا أن نتخذ من دونك من أولياء -قال فى المصباح :وينبغي أن يكون كذا معناه يجب أو يندب بحسن ما فيه من الطلب .اهـ.(رد المحتار على الدر المختار، ج٤، ص ١٣١، كتاب الجهاد)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن جب مذکورہ بالا دلائل وعبارات کو سامنے رکھا جاتا ہے، تو ان کی روشنی میں ''مندوب'' اور ''کراہتِ تنزیہی'' کا راجح ہونا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ مذکورہ بالا عبارات میں ایک مثقال سے زیادہ وزن کی انگوٹھی کے مکروہ تنزیہی ہونے کی تصریح ہے، اور خلاف ورزی پر نصوص میں کوئی وعید بھی وارد نہیں ہوئی۔ نیز بعض حنفیہ نے ایک مثقال یا اس سے کم کے سنت ہونے کی بھی تصریح کی ہے، اس سے بھی مذکورہ رجحان کی تائید ہوتی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

''الإختيار لتعليل المختار'' کا حوالہ

''الإختيار لتعليل المختار'' میں ہے کہ:

ثم التختم سنة لمن يحتاج إليه كالسلطان والقاضى ومن فى معناهما ومن لا حاجة له إليه فتركه أفضل.

والسنة أن يكون قدر مثقال فما دونه ويجعل فصه إلى باطن كفه، بخلاف النساء لأنه للزينة فى حقهن دون الرجال، ويجوز أن يجعل فصه عقيقا أو فيروزجا أو ياقوتا أو نحوه، ويجوز أن ينقش عليه اسمه أو اسما من أسماء الله تعالى لتعامل الناس ذلك من غير نكير ولا بأس بسد ثقب الفص بمسمار الذهب لأنه قليل فأشبه العلم، ويكره التختم بالحديد والصفر للرجال والنساء لأنه حلية أهل النار وقد نهى عنه (الاختيار لتعليل المختار، ج۴، ص ۱۵۹، كتاب الكراهية، فصل استعمال الحرير والذهب)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ولفظ ما ينبغى يقال فى الحرام والمكروه ويقال ينبغى لك أن تفعل كذا أى طاوعك وانقاد لك فعل كذا وهو لازم بقى يقال بغيته فانبغى كما يقال كسرته فانكسر وقوله تعالى هب لى ملكا لا ينبغى لأحد من بعدى أى لا يصلح واعلم أنه نقل فى كتاب السير من الهداية وينبغى للمسلمين أن لا يعذروا ولا يغلوا ولا يمثلوا والمثلة المروية فى قصة العرنيين منسوخة فالظاهر أن لفظ ينبغى للوجوب وذكر فى كتاب الغصب من الخلاصة ينبغى للسلطان أن يتصدق وإن لم يفعل لا يأثم فلفظ ينبغى للأولى ولفظ لا ينبغى لا يستلزم الحرمة والكراهة. فقد قالوا إن قراء ة سورة فى ركعتين غير مكروهة لكن لا ينبغى أن يفعل ذلك. كذا فى مجموعة العلوم لشيخ الإسلام الهروى حفيد المولى سعد الدين التفتازانى (غمز عيون البصائر شرح كتاب الأشباه والنظائر، ج۲، ص۴۷)

ترجمہ: پھر انگوٹھی کا پہننا، اس شخص کے لیے سنت ہے، جس کو اس کی ضرورت ہو، جیسا کہ بادشاہ اور قاضی، اور جو لوگ ان جیسے ہوں، لیکن جس کو ضرورت نہ ہو، تو اس کو انگوٹھی کا نہ پہننا افضل ہے۔ اور سنت یہ ہے کہ انگوٹھی کی مقدار، ایک مثقال یا اس سے کم ہو، اور اس کے نگینے کو ہتھیلیوں کے اندرونی حصے کی طرف کر لینا چاہیے، برخلاف عورتوں کے، کیونکہ ان کے حق میں یہ زینت کی چیز ہے، مَردوں کے حق میں زینت کی چیز نہیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ، عقیق یا فیروزہ، یا یاقوت وغیرہ جیسے پتھر کا ہو، اور اس پر اپنا، یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی کا نام لکھانا، جائز ہے، کیونکہ اس میں نکیر کے بغیر، لوگوں کا تعامل پایا جاتا ہے، اور نگینہ کے سوراخ کو سونے کی کیل یا تار کے ساتھ باندھنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے، پس یہ نام لکھنے کے مشابہ ہو گیا، اور لوہے اور پیتل کی انگوٹھی، مرد اور عورتوں کے لیے مکروہ ہے، کیونکہ یہ جہنمیوں کا زیور ہے، جس سے منع کیا گیا ہے(الإختیار لتعلیل المختار)

مذکورہ عبارت میں انگوٹھی کی مقدار کے، ایک مثقال یا اس سے کم ہونے کو سنت قرار دیا گیا ہے۔

نیز مذکورہ عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر چاندی کی انگوٹھی میں تھوڑی سی مقدار سونے کی شامل ہو، تو اس کا مرد کو پہننا جائز ہے۔

''مجمعُ الأنھر'' کا حوالہ

''مجمعُ الأنھر'' میں بھی ''الاختیار'' کے حوالے سے مذکورہ حکم کا ذکر ہے۔ [1]

---

[1] (ویجوز للنساء التحلی بالذهب والفضة لا) یجوز (للرجال) أما بالذهب فلما روینا وأما بالفضة فلأنها فی معنی الذهب فی التزین ووقوع التفاخر بها (إلا الخاتم) علی هیئة خاتم الرجال أما إذا كان له فصان أو أكثر فحرام (والمنطقة وحلیة السیف من الفضة) ؛ لأنها مستثناة مما لا یجوز للرجال تحقیقا لمعنی النموذج والفضة أغنت عن الذهب؛ لأنهما من جنس واحد وقد ورد آثار فی جواز التختم بالفضة وكان النبی – علیه الصلاة والسلام – اتخذ خاتما من فضة وكان فی یده حتی توفی ثم فی ید أبی بكر إلی أن توفی ثم فی ید عمر إلی أن توفی ثم فی ید عثمان – رضی الله تعالی عنهم – إلی أن وقع من یده فی البئر فأنفق مالا عظیما فی طلبه فلم یجده وقالوا إن قصد بالتختم التجبر فمكروه.

وفی الاختیار سن أن یكون الخاتم علی قدر مثقال أو دونه (مجمع الانهر، ج۲، ص ۵۳۵، كتاب الكراهیة، فصل فی اللبس)

’’حاشیۃُ الشرنبلالی‘‘ کا حوالہ

اور’’حاشیۃ الشرنبلالی‘‘میں بھی انگوٹھی کی مقدار کے، ایک مثقال یا اس سے کم ہونے کو سنت قرار دیا گیا ہے۔ [1]

اور فقہائے حنفیہ کی تصریح کے مطابق، جو حکم، ترکِ سنت کو متضمن ہو، وہ تنزیہی حکم رکھتا ہے۔ [2]

اور جب ایک مثقال یا اس سے زیادہ کی مقدار ترکِ سنت کو متضمن ہوگی، تو وہ بھی مکروہ تنزیہی درجہ

---

[1] (قوله إلا بخاتم فضة) والسنة أن يكون قدر مثقال فما دونه ويجعل فی خنصر اليسرى وفصه إلى باطن الكف، بخلاف النساء ؛ لأنه للزينة فی حقهن، بخلاف الرجل ويجوز أن يجعل فصه عقيقا أو فيروزج أو ياقوتا ونحوه وأن ينقش عليه اسمه أو اسما من أسمائه تعالى لتعامل الناس، وما روى أنه -عليه الصلاة والسلام -قال اجعلها فی يمينک فمنسوخ، وقد صار ذلک علامة للبغی والفساد والحلقة هی المعتبرة ولو كان خاتم الفضة كهيئة خاتم النساء بأن يكون له فصان أو ثلاثة كره استعماله للرجال .اهـ .من البزازية والاختيار(حاشية الشرنبلالی،علی درر الحكام، ج ۱، ص ۳۱۲، فصل لبس الرجل للحرير)

[2] وكثيرا ما تطلق الكراهة على كراهة التنزيه أی والأصل فی إطلاقها التحريم وحينئذ فلا بد من النظر فی الدليل الفارق بينهما كما فی البحر والنهر وحاصله أن الفعل أن تضمن ترک واجب فمكروه تحريما وان تضمن ترک سنة فمكروه تنزيها(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص ۳۴۴،فصل فی المكروهات)

مطلب فی الكراهة التحريمية والتنزيهية:(قوله هذه تعم التنزيهية إلخ) قال فی البحر :والمكروه فی هذا الباب نوعان .أحدهما :ما يكره تحريما وهو المحمل عند إطلاقهم كما فی زكاة الفتح، وذكر أنه فی رتبة الواجب لا يثبت إلا بما يثبت به الواجب؛ يعنی بالنهی الظنی الثبوت أو الدلالة، فإن الواجب يثبت بالأمر الظنی الثبوت أو الدلالة.

ثانيهما :المكروه تنزيها، ومرجعه إلى ما تركه أولى، وكثيرا ما يطلقونه كما ذكره فی الحلية، فحينئذ إذا ذكروا مكروها فلا بد من النظر فی دليله، فإن كان نهيا ظنيا يحكم بكراهة التحريم إلا لصارف للنهی عن التحريم إلى الندب، وإن لم يكن الدليل نهيا بل كان مفيدا للترک الغير الجازم فهی تنزيهية اهـ.

قلت :ويعرف أيضا بلا دليل نهی خاص، بأن تضمن ترک واجب أو ترک سنة .فالأول مكروه تحريما، والثانی تنزيها؛ ولكن تتفاوت التنزيهية فی الشدة والقرب من التحريمية بحسب تأكد السنة؛ فإن مراتب الاستحباب متفاوتة كمراتب السنة والواجب والفرض، فكذا أضدادها كما أفاده فی شرح المنية وسيأتی فی آخر المكروهات تمام ذلک (قوله وإلا فتنزيهية) راجع إلى قوله فإن نهيا أی وإن لم يكن نهيا بل كان مفيدا للترک الغير الجازم، وإلى قوله ولا صارف :أی وإن كان نهيا ولكن وجد الصارف له عن التحريم فهی فيهما تنزيهية كما علمته من عبارة البحر فافهم (قوله تحريما للنهی) الأولى تأخيره عن المضاف إليه ط(رد المحتار على الدر المختار، ج ۱،ص ۶۳۹ ،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها،فروع مشی المصلی مستقبل القبلة هل تفسد صلاته)

کی ہی شمار ہوگی۔

ان وجوہات کی بناء پر حنفیہ کی تصریحات اور قواعد کی رُو سے ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ کی انگوٹھی پہننا، حرام یا مکروہ تحریمی کا حکم نہیں رکھتا، بلکہ مکروہ تنزیہی درجہ کا حکم رکھتا ہے، جس کو اختیار کرنا، گناہ نہیں کہلاتا۔

’’بريقة محمودية‘‘ کا حوالہ

علامہ ابوسعید خادمی حنفی (المتوفی :1156ہجری) فرماتے ہیں کہ:

عن (بريدة رضى الله تعالى عنه أنه جاء إلى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وعليه خاتم من حديد فقال ما لى أرى عليك) حينئذ (حلية أهل النار)قيل إنما كره ذلك من أجل كراهة ريحه وقيل معنى قوله حلية أهل النار أنه زى بعض الكفار وهم أهل النار .

وأما قوله عليه الصلاة والسلام على اتفاق الشيخين وأحمد وأبى داود (التمس ولو خاتما من حديد) ففى الفيض عن التوربشتى وخاتم الحديد وإن نهى عن التختم به لكنه لم يدخل بذلك فى جملة ما لا قيمة له لأنه صلى الله تعالى عليه وسلم قاله لطالب نكاح المرأة لقلة ما يجعل مهرا لكن يشكل أنه قال فى الفيض بعد ذلك حل فيه نكاح المعسر واتخاذ خاتم حديد إلا أن يقال إن ذلك مما يجوز مع الكراهة إذ الجواز قد يجتمع مع الكراهة .

وقد قالوا إنه يجوز فعله عليه الصلاة والسلام المكروه لبيان جواز أصله فافهمه وبالجملة يندفع بما ذكر ما قيل إن الأصح عدم كراهة التختم بالحديد محتجا بهذا الحديث .

(ثم جاء ه وعليه خاتم من صفر)نحاس(فقال مالى أجد منك ريح الأصنام)لأن صنمهم من الصفر غالبا(ثم أتاه وعليه خاتم من ذهب

فقال مالی أری علیک حلیة) بالضم والکسر کما فی المصباح(أهل الجنة)یعنی أن الذهب لیس من حلیة الرجال فی الدنیا بل فی الجنة (قال من أی شیء أتخذه ؟ قال :من ورق)أی اجعله ناقصا عن مثقال (ولا تتمه مثقالا)وهو درهم ونصف نهی إرشاد إلی الورع فإن الأولی أن یکون الخاتم أقل من مثقال فإن أتمه أو زاد علیه جاز (بریقة محمودیة فی شرح طریقة محمدیة وشریعة نبویة، ج۴،ص ۸۶،الباب الثانی ،النوع الثالث،الصنف الخامس،من آفات الید إهلاک المال أو نقصه)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اوراس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے، میں تمہارے ہاتھوں میں اہلِ جہنم کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ کہا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس لیے مکروہ سمجھا کہ اس (لوہے) کی بدبو ناپسندیدہ تھی، اوراہلِ جہنم کا زیور ہونے کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ بعض کفار کی علامت ہے، جو کہ اہلِ جہنم ہیں۔

جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا تعلق ہے، جو بخاری، مسلم، احمد اور ابوداؤد میں ہے کہ''آپ تلاش کرلو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو''تو''الفیض''میں تورپشتی سے مروی ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننے سے اگرچہ منع کیا گیا ہے، لیکن اس کی وجہ سے یہ ایسی چیز میں داخل نہیں ہوگی، جس کی قیمت نہ ہو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے نکاح کے طلب گار کو یہ بات اس لیے فرمائی، تاکہ اس کا مہر کم ہوجائے، لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ جو اس کے بعد''الفیض''میں فرمایا کہ اس سے تنگ دست کے نکاح کا حلال ہونا، اورلوہے کی انگوٹھی کے بنانے کا حلال ہونا ثابت ہوا، مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے، کیونکہ جواز بعض اوقات کراہت کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔

اور اہلِ علم نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکروہ فعل کا ارتکاب اس لیے کیا،

تاکہ اس کے اصل کا جائز ہونا بیان فرمادیں، اس بات کو سمجھ لینا چاہیے، بہرحال جو یہ بات کہی گئی ہے کہ صحیح تر یہ ہے کہ لوہے کی انگوٹھی کا پہننا مکروہ نہیں، اور اسی حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے، تو مذکورہ توجیہ سے اس کا جواب ہوگیا۔

''جب وہ دوبارہ حاضر ہوا، تو اس کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تم سے بتوں کی بو پا رہا ہوں'' کیونکہ ان کے بت اکثر پیتل کے ہوتے تھے'' پھر جب وہ تیسری مرتبہ حاضر ہوا، تو اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا، میں تم پر اہلِ جنت کا زیور دیکھ رہا ہوں'' یعنی سونا مرد حضرات کے لیے دنیا کے زیورات میں سے نہیں، بلکہ جنت کے زیورات میں سے ہے'' اس نے عرض کیا کہ تو کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاندی کی، اور وہ بھی ایک مثقال پوری نہ ہونے دو'' ایک مثقال، ڈیڑھ درہم کا ہوتا ہے، یہ ''نہی ارشاد'' ہے، جو تقویٰ پر محمول ہے، بہتر یہ ہے کہ انگوٹھی ایک مثقال سے کم ہو، اگر ایک مثقال ہو، یا اس سے زیادہ ہو، تو بھی جائز ہے (بریقة محمودیة)

جواز و کراہت کے جمع ہونے کے متعلق پہلے ذکر کیا جاچکا ہے، اور تشبہ اور بدبو کی علت کے متعلق بھی۔

علامہ سفارینی حنبلی کا حوالہ

شمس الدین ابوالعون سفارینی حنبلی (المتوفی: 1188ہجری) فرماتے ہیں:

ولا یکره ولا بأس بالتختم من (شبه المعدن) من بقية الجواهر من ياقوت وزبرجد وزمرد وفيروز ونحوها، فيباح اتخاذ الخاتم من هذه المعادن ونحوها وأما ما يروى فى التختم ببعضها من الفضائل فباطل (غذاء الألباب فى شرح منظومة الآداب، ج۲، ص۲۹۱، مطلب :يباح اتخاذ الخاتم من بلور وياقوت وزبرجد ونحوها)

ترجمہ: اور مکروہ نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی حرج ہے، دھاتوں کے مشابہ، باقی جواہر کی انگوٹھی، جیسے یاقوت اور زبرجد اور فیروز، اور اس کے مثل، پس ان معادن وغیرہ کی

انگوٹھی کا بنانا جائز ہے، اور بعض پتھروں کی انگوٹھی کے جو فضائل مروی ہیں، تو وہ باطل ہیں (غذاء الألباب)

علامہ موصوف مزید فرماتے ہیں کہ:

(ویکره) تنزیها فی الأصح للرجل والمرأة اتخاذ خاتم (من صفر)......وروی أن النبی -صلی الله علیه وسلم -کما فی حدیث بریدة قال لرجل لبس خاتما من صفر أجد منک ریح الأصنام احتج به الإمام -رضی الله عنه -کما فی الفروع.

وکذا یکره الخاتم أیضا من (رصاص) (غذاء الألباب فی شرح منظومة الآداب، ج۲،ص۲۹۲،مطلب :یکره اتخاذ الخاتم من نحاس ورصاص وحدید)

ترجمہ: اور صحیح تر قول کے مطابق، عورت اور مرد کے لیے پیتل کی انگوٹھی مکروہ تنزیہی ہے......مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہ کی حدیث میں ایک آدمی سے فرمایا کہ جس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی کہ میں تجھ سے بتوں کی بو کو محسوس کررہا ہوں، امام احمد نے اس سے دلیل پکڑی ہے، جیسا کہ فروع میں ہے۔اور اسی طریقے سے تانبے کی انگوٹھی بھی مکروہ تنزیہی ہے (غذاء الألباب)

مذکورہ عبارات سے بھی معلوم ہوا کہ ایک مثقال سے زیادہ کی انگوٹھی کا پہننا، گناہ نہیں، اور اسی طرح پیتل وغیرہ کی انگوٹھی کا پہننا بھی گناہ نہیں، اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے۔

سعودی عرب کی ''اللجنةُ الدائمة'' کا حوالہ

سعودی عرب کی ''اللجنةُ الدائمة'' نے اپنے ایک فتوے میں مرد کے لیے، لوہے کی انگوٹھی کے مکروہ نہ ہونے کی روایات کو ترجیح دی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی چاندی کی انگوٹھی کے پہننے کو افضل قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] س :سمعت من برنامج (نور علی الدرب) وعلی لسان فضیلة الشیخ :عبد الله بن عبد الرحمن بن غدیان، أن لبس خاتم الحدید حرام للرجال، فنرجو توضیح الموضوع مع ذکر الأدلة جزاکم الله ألف خیر.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

عرب کے بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے بھی لوہے کی انگوٹھی کے جواز کی احادیث کو عدمِ جواز کی احادیث پر ترجیح دی ہے۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ج :عن عبد الله بن بريدة عن أبيه رضى الله عنهما :أن رجلا جاء إلى النبى صلى الله عليه وسلم وعليه خاتم من ذهب، فقال :مالى أجد منك ريح الأصنام؟ فطرحه ثم جاء وعليه خاتم من حديد، فقال :(ما لى أرى عليك حلية أهل النار؟) فطرحه فقال :يا رسول الله من أى شيء اتخذه؟ قال :اتخذه من ورق ولا تتمه مثقالا أخرجه أبو داود والترمذى والنسائي، وقال الترمذى :هذا حديث غريب، وعن إياس بن الحارث بن المعيقيب عن جده قال :كان خاتم النبى صلى الله عليه وسلم من حديد ملوى عليه فضة، قال :فربما كان فى يدى، قال :وكان المعيقيب، على خاتم النبى صلى الله عليه وسلم ، أخرجه أبو داود والنسائى .وفى الصحيحين عن سهل بن سعد الأنصارى رضى الله عنه، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال للذى خطب المرأة التى وهبت نفسها للنبى صلى الله عليه وسلم " :التمس ولو خاتما من حديد .

وهذا يدل على جواز لبس الخاتم من الحديد كما يدل عليه حديث معيقيب، أما حديث بريدة المذكور آنفا ففى سنده ضعف.

وبذلك يتضح أن الراجح عدم كراهة لبس الخاتم من الحديد، ولكن لبس الخاتم من الفضة أفضل، لأن النبى صلى الله عليه وسلم كان خاتمه من فضة كما ثبت ذلك فى الصحيحين.

وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو ...نائب الرئيس ...الرئيس

عبد الله بن غديان ...عبد الرزاق عفيفى ...عبد العزيز بن عبد الله بن باز

(فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء ،جمع وترتيب :أحمد بن عبد الرزاق الدويش، ج۲۴،ص۶۵ ،السؤال الثالث من الفتوى رقم: 11137)

؎ قال الشيخ محمد بن صالح بن محمد العثيمين:

وقيل :إنه مكروه؛ لأن رجلا جاء إلى النبى صلى الله عليه وسلم وعليه خاتم من شبه فقال :مالى أجد فيك ريح الأصنام، فطرحه، ثم جاءه وعليه خاتم من حديد، فقال :مالى أرى عليك حلية أهل النار فطرحه قال الخطابى :أى :زى الكفار، وهم أهل النار.وأجاب القائلون بالإباحة عن هذا الحديث بأنه ضعيف، وشاذ؛ لأنه مخالف لما هو أوثق منه، والأوثق منه ما فى الصحيحين التمس ولو خاتما من حديد.

وهذا فى سنده نظر، وفى متنه نظر، ومعلوم أن الحديث لا يكون حجة إلا إذا سلم من الشذوذ والعلة القادحة، ثم ينبغى إن صححنا الحديث وجعلناه حجة أن نقول :يحرم لباس الحديد، لأن التحلى بحلية أهل النار لا يجوز.

لكن لهم أن يجيبوا بأننا لا نجزم بالتحريم، لعدم جزمنا بثبوت الحديث، لكن نقول بالكراهة من باب الاحتياط.

وقد ذهب بعض الفقهاء والمحدثين إلى أن الحديث إذا لم يكن مردودا فإنه يولد شبهة، وإذا ولد شبهة كان فى منزلة بين منزلتين، فإن كان أمرا فهو بين الإيجاب وبراءة الذمة فيكون الأمر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

”فتاویٰ رشیدیہ“ کا حوالہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں فرماتے ہیں کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

للاستحباب، وإن كان نهيا فهو بين التحريم والإباحة فيكون مكروها.

وهذه قاعدة قد تؤخذ من قوله صلى الله عليه وسلم :دع ما يريبك إلى ما لا يريبك .

والراجح عندى إباحة التحلى بالحديد، وغيره إلا الذهب، وعدم كراهة ذلك(الشرح الممتع على زاد المستقنع، ج٦، ص١٢٣، كتاب الزكاة)

وقال أبو عبد الله عمر صبحى حسن قاسم:

الخلاصة والترجيح

أحاديث النهى عن التختم بالحديد هى أحاديث ضعيفة منكرة لا يصح منها شىء ، على ما اختاره البخارى وابن عبد البر والنووى وابن رجب والشيخ ابن باز رحم الله الجميع ، وغاية ما يصحُّ فى هذا الباب مما يصلح لأن يُحتَجَّ به هو الأثر عن الفاروق عمر بن الخطاب رضى الله عنه ، وأصح الألفاظ عنه فى النهى هو لفظ ابن أبى شيبة من طريق حكيم بن جابر الأحمسى الكوفى ، وفيه :أن عمر رأى على رجل خاتم حديد فكرهه.

أحاديث الجواز صحَّ منها حديث سهل بن سعد رضى الله عنه وهو متفق عليه وكفى به جلالة ؛ وهو حديث ظاهر الدلالة على جواز التختم بالحديد كما تقدم ، وصحَّ أيضاً حديث المعيقيب رضى الله عنه فهو سند جيد وله شاهد عن مكحول مرسلاً وشاهدٌ عن خالد بن سعيد الأموى رضى الله عنه عند ابن سعد فى الطبقات ، وصحَّ أيضاً أثرُ ابنِ مسعود رضى الله عنه وقد جزم به عنه الإمام أحمد كما تقدم فى سؤال الأثرم .

خاتم الحديد هو أردأ وأدنى التحلِّى عند النبى صلى الله عليه وسلم وصحابته الكرام رضى الله عنهم ، ولذا جاء حديث سهل " :التمس ولو خاتماً من حديد "، فهذا مبالغة فى تقليل المهر والقناعة بالحقير اليسير ، ولذا أصح ما يقال فى توجيه قوله صلى الله عليه وسلم " :حلية أهل النار " لو صحَّ -وأثر الفاروق عمر رضى الله عنه أنَّ كراهة هذا الخاتم لرائحته ونتنه ، وهذا ما فهمه ابن سيرين عنه رحمه الله إذ هو أحد من روى الكراهة عن الفاروق عمر رضى الله عنه ، ثم قال ابن سيرين فى موضع آخر :(لا بأس أى بخاتم الحديد -إلا أن يكره ريحه) ، وبهذا نعلم أن القول بكراهة التنزيه قول قوىٌّ له حظ من الأثر والنظر ، فالحديد يصدأ وله نتن ورائحة كريهة ويؤذى الجلد ويترك آثاراً على الجسم خاصة مع الحرّ وكأنها تعذيب للبدن ، وهو حلية للكفار فى نار جهنم يُكْسَوْنَ الحديد فى مختلف أجزاء البدن فيعذِّبهم الله به يوم القيامة إذ الأغلال فى أعناقهم والسلاسل يسحبون ؛ فيُكره لبس الحديد والتحلى به لهذه المعانى كلها .

مع القول بقوة كراهة التنزيه فى التحلى بالحديد ؛ إلا أن هذه الكراهة كما قال الإمام البيهقى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لوہے اور پیتل کی انگوٹھی میں مرد عورت یکساں ہیں، اور کراہت ان کے پہننے کی تنزیہی ہے، نہ تحریمی، کہ مسئلہ مجتہد فیہا ہے، اور شافعی صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک مَردوں کو بھی درست ہے (فتاویٰ رشیدیہ، ص۶۰۱، جواز وحرمت کے مسائل، مطبوعہ: عالمی مجلس تحفظِ اسلام، کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی کا حکم ایک جیسا ہے، اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے نزدیک ان چیزوں کی مرد وعورت کو انگوٹھی پہننا مکروہ تنزیہی ہے، مکروہ تحریمی نہیں۔ یہ مسئلہ مجتہَد فیہا ہے، جس میں حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کی رائے جائز یا مکروہ تنزیہی ہونے کی ہے۔

لہٰذا اس قول پر عمل کرتے ہوئے مرد اور عورت کو، لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی پہننے میں گناہ نہیں۔

اور جب ایسا ہے، تو ایسی انگوٹھی کو بنانا اور فروخت کرنا بھی گناہ نہیں، البتہ اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے۔

ہمارے نزدیک بھی ''فتاویٰ رشیدیہ'' کا مذکورہ موقف راجح ہے، جس پر نکیر کرنا درست نہیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

مسائل بعض قطعی ہوتے ہیں، ان میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی، بعضے اجتہادی وظنی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تزول بأن يخلط الحديد مع غيره بحيث لا يكون الحلی حديداً صرفاً ، ويدل علی هذا الأثر والنظر ، فمن الأثر :حديث المعيقيب رضی الله عنه ، ومن النظر :أنه من المعلوم أن الحديد إن طُلِیَ بموادَّ عازلة أو خُلِطَ بغيرِه من المعادن كالألمنيوم والنيكل فإنَّ نَتَنَهُ يُؤْمَنُ ولا تكون له رائحة أو صدأ أو سخونة علی الجسد ، وبهذا يتبين لنا أن ما يستعمل من الحديد فی بعض الحلیّ كالإكسسوارات والساعات ومن باب أولی النظارات وغيرها مما ليست من الحلی كل هذا من الجائز المباح الذی لا شبهة فيه ولا كراهة .

كل ما قيل فی الحديد فهو يقال أيضاً فی النحاس والرصاص ، علی أن النحاس والرصاص أخفُّ حكماً من الحديد ، إذ لم يرد فيهما شیء يصحُّ عن النبی صلی الله عليه وسلم ولا عن صحابته الكرام رضی الله عنه ، وغاية ما ورد إنما هو حديث بريدة رضی الله عنه فی النحاس الأصفر ولا يصح ، فاستخدام النحاس والرصاص وغيرهما فی التحلی جائز من باب أولی .

هذا آخر ما أحببت كتابه فی هذا البحث وأسأل الله تعالی أن أكون قد وفقت فی عامة مباحثه ، وأن يرزقنی الإخلاص فی القول والعمل .والحمد لله رب العالمين

أبو عبد الله عمر صبحی حسن قاسم ،بعنوان" ما جاء فی لبس خاتم الحديد"

(https://ahlalhdeeth.com/vb/showthread.php?t=150953)

ہوتے ہیں، ان میں سلف سے خلف تک شاگرد نے استاد کے ساتھ، مرید نے پیر کے ساتھ، قلیل جماعت نے کثیر جماعت کے ساتھ، واحد نے متعدد کے ساتھ اختلاف کیا ہے، اور علمائے امت نے اس پر نکیر نہیں کی، اور نہ ایک نے دوسرے کو ضال اور عاصی کہا، نہ کسی نے دوسرے کو اپنے ساتھ متفق ہونے پر مجبور کیا (تحفۃ العلماء، جلد۲، صفحہ۷۹، ترتیب: مولانا مفتی محمد زید صاحب، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جس مسئلہ میں صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہو، اس کی کوئی جانب شرعی حیثیت سے منکر نہیں کہلائے گی، کیونکہ دونوں آراء کی بنیاد قرآن وسنت اور ان کے مسلمہ اصول پر ہے، اس لیے دونوں جانبین داخل معروف ہیں، زیادہ سے زیادہ ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح کہا جاسکتا ہے، اس لیے ان مسائل مجتہد فیہا میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی کسی پر عائد نہیں ہوتا، بلکہ غیر منکر پر نکیر کرنا خود ایک منکر ہے، یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کا بے شمار مسائل میں جواز وعدم جواز اور حرمت وحلت کا اختلاف ہونے کے باوجود کہیں منقول نہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے پر اس طرح نکیر کرتا ہو، جیسے منکرات پر کی جاتی ہے، یا ایک دوسرے کو یا اس کے متبعین کو گمراہی یا فسق وفجور کی طرف منسوب کرتا ہو، یا اس کو ترک وظیفہ یا ارتکابِ حرام کا مجرم قرار دیتا ہو، حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کا جو قول نقل کیا ہے، وہ بھی اس پر شاہد ہے، جس میں فرمایا ہے کہ ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کا تخطیہ یعنی اس کو خطاوار مجرم کہنا جائز نہیں (جواہر الفقہ، جلد اول، ص۴۰۸، ۴۰۹، مضمون ''وحدتِ امت''، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی، طبع جدید: ذی الحجہ 1431ھ، نومبر 2010ء)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اکثر محدثین اور حنفیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ جس انگوٹھی میں چاندی کی مقدار ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ کی ہو، اس کا مرد کو پہننا ناجائز وحرام نہیں، زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے۔

اور بعد کے دور کے بعض حضرات نے جو اِس کے مکروہ تحریمی، یا اس سے بڑھ کر حرام ہونے کا حکم بیان کیا ہے، جیسا کہ موجودہ دور کے متعدد اردو فتاویٰ میں یہی حکم بیان کیا گیا ہے، وہ دلائل کے لحاظ سے راجح معلوم نہ ہوسکا۔

اور نہ ہی حنفیہ کے معتمد فقہائے کرام سے اس کی تصریح دستیاب ہوئی۔

اور جب مرد کے لیے ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ مقدار کی چاندی کی انگوٹھی کا پہننا جائز ہے، تو اس کا بنانا اور فروخت کرنا بھی جائز ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ بعض حضرات نے مرد وعورت کے لیے، لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی پہننے کو ناجائز قرار دیا ہے، لیکن بہت سے حضرات کے نزدیک مذکورہ دھاتوں کی انگوٹھی کا پہننا جائز ہے، البتہ مکروہ تنزیہی ہے، جس سے بچنا بہتر ہے، الا یہ کہ ایسی انگوٹھی پر چاندی کا خول یا پانی چڑھا دیا جائے، تو پھر کسی کے نزدیک بھی مکروہ وممنوع نہیں۔

اور ان حضرات کے نزدیک، لوہے، تانبے اور پیتل وغیرہ کی انگوٹھی کا بنانا اور فروخت کرنا بھی جائز ہے، اور بظاہر یہی قول راجح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (جاری ہے.........)

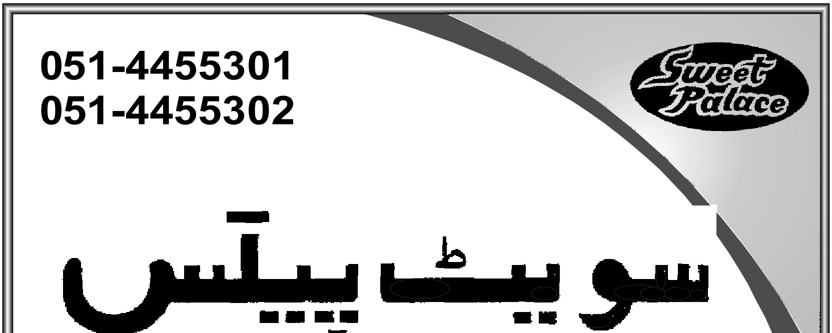

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

معوذتین کے قرآن مجید کا حصہ ہونے کی تحقیق

آج کل بعض لوگ ''معوذتین'' یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس کے قرآن مجید کا حصہ ہونے پر شکوک وشبہات کا ذکر کر کے دوسروں کو پریشان کرتے ہیں، اور اس سلسلے میں بعض روایات سے غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اس لیے اس مسئلے کی ذیل میں کچھ تحقیق پیش کی جاتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (مسلم، رقم الحديث ۸۱۴''۲۶۴'' ،باب فضل قراءة المعوذتين)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رات چند آیتیں ایسی نازل کی گئی ہیں کہ ان کے مثل کبھی نازل نہیں کی گئیں، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (یعنی یہ دونوں سورتیں) (مسلم)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ " :يَا ابْنَ عَابِسٍ أَلَا أَدُلُّكَ - أَوْ قَالَ - :أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ مَا يَتَعَوَّذُ بِهِ الْمُتَعَوِّذُونَ؟ "قَالَ :بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ :قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ هَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ(نسائی، رقم الحديث ۵۴۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابنِ عابس! (یعنی عقبہ بن

عامر جہنی) کیا میں آپ کو نہ بتلادوں، یا یہ فرمایا کہ کیا میں آپ کو خبر نہ دے دوں، ان چیزوں میں سے سب سے افضل ترین چیز کی، جس سے پناہ چاہنے والے پناہ چاہتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ بے شک اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس، یہ دو سورتیں (نسائی)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ مِثْلُهُنَّ :الْمُعَوِّذَتَيْنِ(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ٢٦٥٨)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اوپر چند آیات نازل کی گئی ہیں، جن کے مثل میرے اوپر نازل نہیں کی گئیں، وہ معوذتین ہیں (طبرانی)

اس حدیث کی سند کے راوی ثقہ ہیں۔ [1]

---

[1] چنانچہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

رواه الطبرانی فی الأوسط، ورجاله ثقات(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ١١٥٥٨،باب ما جاء من المعوذتين)

اور طبرانی کی سند اس طرح سے ہے کہ:

حدثنا إبراهيم قال :نا عبيد الله بن محمد ابن عائشة التيمی قال :نا عبد العزيز بن مسلم، عن إسماعيل بن أبی خالد، عن قيس بن أبی حازم،عن أبی مسعود، الخ

اور اس سند میں مذکور راویوں کا بالترتیب حال درج ذیل ہے۔

(١)......إبراهيم الحربی أبو إسحاق بن إسحاق البغدادی:هو :الشيخ، الإمام، الحافظ، العلامة، شيخ الإسلام، أبو إسحاق إبراهيم بن إسحاق بن إبراهيم بن بشير البغدادی، الحربی، صاحب التصانيف(سير اعلام النبلاء، ج١٣ ص ٣٥٦)

إِبْرَاهِيم بْن إِسْحَاق بْن إِبْرَاهِيم بْن بشير بْن عَبْد اللَّهِ بْن ديسم، أَبُو إِسْحَاق الحربی......وكان إماما فی العلم، رأسا فی الزهد، عارفا بالفقه، بصيرا بالأحكام، حافظا للحديث، مميزا لعلله، قيما بالأدب، جماعا للغة، وصنف كتبا كثيرة، منها غريب الحديث وغيره، وكان أصله من مرو(تاريخ بغداد، ج٦ ص٢٧، ٢٨،ملخصاً)

(٢)......عبيد الله ابن محمد ابن عائشة اسم جده حفص ابن عمر ابن موسى ابن عبيد الله ابن معمر التيمی وقيل له ابن عائشة والعائشی والعيشی نسبة إلى عائشة بنت طلحة لأنه من ذريتها ثقة جواد رمی بالقدر ولم يثبت من كبار العاشرة مات سنة ثمان وعشرين د ت س(تقريب التهذيب، ج ١ ص ٣٧٤)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکور احادیث سے معلوم ہوا کہ سورہ قل اعوذ برب الفلق اور سورہ قل اعوذ برب الناس، جن کو معوذتین بھی کہا جاتا ہے، یہ دونوں سورتیں قرآن مجید کا حصہ اور قرآن مجید کی مستقل سورتیں اور آیتیں ہیں۔

اور امت کا اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ معوذتین قرآن مجید کا حصہ ہیں۔

اور اگر اس اجماع کے بعد کوئی شخص ان دونوں سورتوں کے قرآن مجید کا حصہ ہونے کا انکار کرے، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(۳)......عبد العزيز بن مسلم القسملی *(خ، م، د، ت، س)الإمام، العابد، الربانی، أبو زيد القسملی، الخراسانی، ثم البصری، أحد الثقات.حدث عن :عبد الله بن دينار، ومطر الوراق، وأيوب، وأبی هارون العبدی، وحصين بن عبد الرحمن، وعدة.روى عنه :العقدی، والقعنبی، وعبيد الله بن عائشة، وحفص بن عمر الحوضی، وحفص بن عمر الضرير، وشيبان بن فروخ، وآخرون . قال أبو عامر العقدی :كان من العابدين .وقال يحيى بن إسحاق السيلحينی :سمعت منه، وكان من الأبدال .وقال يحيى بن معين، وغيره: ثقة.قال العيشی :مات سنة سبع وستين ومائة(سيراعلام النبلاء ،ج۸ص ۱۹۲ ، ۱۹۳)

(۴)......إسماعيل ابن أبی خالد الأحمسی مولاهم البجلی ثقة ثبت من الرابعة مات سنة ست وأربعين(تقريب التهذيب، ج ۱ ص۱۰۷ ، تحت رقم الترجمة ۴۳۸)

(۵)......قيس بن أبی حازم أبو عبد الله البجلی *(ع)العالم، الثقة، الحافظ، أبو عبد الله البجلی، الأحمسی، الكوفی......وأرواهم عنه :إسماعيل بن أبی خالد -وكان ثقة، ثبتا -وبيان بن بشر -وكان ثقة، ثبتا ...-، وذكر جماعة .وقال عبد الرحمن بن خراش :هو كوفی جليل، ليس فی التابعين أحد روى عن العشرة إلا قيس بن أبی حازم .وروى :معاوية بن صالح، عن يحيى بن معين، قال: قيس بن أبی حازم أوثق من الزهری، ومن السائب بن يزيد.وروى :أحمد بن أبی خيثمة، عن ابن معين :ثقة.وكذا وثقه غير واحد(سيراعلام النبلاء، ج۴ص۱۹۸ الیٰ ۲۰۰ ملخصاً)

ع -قيس بن أبی حازم الإمام أبو عبد الله الأحمسی البجلی الكوفی :محدث الكوفة سار ليدرک النبی صلی الله عليه وآله وسلم وليبايعه فتوفی نبی الله وقيس فی الطريق، سمع أبا بكر وعمر وعثمان وعليا وأبا عبيدة وابن مسعود رضی الله عنهم وعدة من الكبار وكان عثمانيا حدث عنه بيان بن بشر والأعمش وإسماعيل بن أبی خالد ومجالد وآخرون وثقه يحيى بن معين وغيره وقال ابن المدينی قال لی يحيى بن سعيد هو منكر الحديث ثم ذكر له حديث كلاب الحوأب قلت حديثه محتج به فی كل دواوين الإسلام .توفی سنة سبع وتسعين وقيل سنة ثمان رحمه الله تعالى(تذكرة الحفاظ للذهبی، ج ۱ ص ۴۹، الطبقة الثامنة من الكتاب)

[1] أجمع المسلمون على أن المعوذتين والفاتحة وسائر السور المكتوبة فی المصحف قرآن وأن من جحد شيئا منه كفر وما نقل عن ابن مسعود فی الفاتحة والمعوذتين باطل ليس بصحيح عنه قال ابن حزم فی أول كتابه المجاز هذا كذب على ابن مسعود موضوع وإنما صح عنه قراءة عاصم عن زر عن ابن مسعود

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ انہوں نے معوذتین کو قرآن مجید کا حصہ قرار نہیں دیا۔

اس سلسلہ میں بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ موقف اس وقت تک تھا، جب تک آپ کے سامنے معوذتین کے قرآن کی مستقل سورتیں ہونے کے بارے میں تواتر کے ساتھ علم نہیں ہوا تھا، پھر جب آپ کو تواتر کے ساتھ اس کا علم ہوگیا، تو آپ نے اپنے سابقہ موقف سے رجوع فرمالیا۔ [1]

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف جو یہ بات منسوب ہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وفيها الفاتحة والمعوذتان (المجموع شرح المهذب، ج٣، ص٣٩٦، كتاب الصلاة، فصل فى مسائل مهمة تتعلق بقراء ة الفاتحة وغيرها فى الصلاة)

وانعقد عليه إجماع المسلمين ودلت عليه الأحاديث الصحيحة، فلو أنكر اليوم أحد قرآنيتهما كفر. الحديث :أخرجه البخارى .والمطابقة :فى كونه يدل على أن المعوذتين من القرآن (منار القارى شرح مختصر صحيح البخارى، لحمزة محمد قاسم، ج۵ص۷۷،كتاب التفسير، سورة قل اعوذ برب الناس)

[1] وبهذا الاختلاف قدح بعض الملحدين فى إعجاز القرآن قال :لو كانت بلاغة ذلك بلغت حد الإعجاز لتميز به غير القرآن فلم يختلف فى كونه منه، وأنت تعلم أنه قد وقع الإجماع على قرآنيتهما وقالوا إن إنكار ذلك اليوم كفر، ولعل ابن مسعود رجع عن ذلك وفى شرح المواقف أن اختلاف الصحابة فى بعض سور القرآن مروى بالآحاد المفيدة للظن ومجموع القرآن منقول بالتواتر المفيد لليقين الذى يضمحل الظن فى مقابلته، فتلك الآحاد مما لا يلتفت إليه ثم إن سلمنا اختلافهم فيما ذكر قلنا إنهم لم يختلفوا فى نزوله على النبىّ صلّى الله عليه وسلم ولا فى بلوغه فى البلاغة حد الإعجاز بل فى مجرد كونه من القرآن وكذلك لا يضر فيما نحن بصدده انتهى.

وعكس هذا القول فى السورتين المذكورتين قيل فى سورتى الخلع والحفد وفى ألفاظهما روايات منها ما يقنت به الحنفية، فقد روى أنهما فى مصحف أبىّ بن كعب وفى مصحف ابن عباس وفى مصحف ابن مسعود فهما إن صح أنهما كلام الله تعالى منسوخا التلاوة وليسا من القرآن كما لا يخفى(روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم،سورة الفلق)

وَهَذَا مشهور عند كثير من القراء والفقهاء وأن ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ لَا يَكْتُبُ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي مُصْحَفِهِ، فَلَعَلَّهُ لَمْ يَسْمَعْهُمَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَتَوَاتَرْ عِنْدَهُ، ثُمَّ لَعَلَّهُ قَدْ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ ذَلِكَ إِلَى قَوْلِ الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أثبتوهما فِي الْمَصَاحِفِ الْأَئِمَّةِ وَنَفَّذُوهَا إِلَى سَائِرِ الْآفَاقِ كذلك ولله الحمد والمنة(تفسير القرآن العظيم .لابن كثير،سورة الفلق)

ويجب علينا إحسان الظن به، وأن نقول :إنه رجع عن هذه المذاهب(التفسير الكبير،لفخر الدين الرازى.سورة الفاتحة،الحجة الرابعة عشرة)

کہ انہوں نے معوذتین کو قرآن مجید کا حصہ قرار نہیں دیا، تو ان کی طرف یہ نسبت درست نہیں ہے۔ ل

کیونکہ حضرت عاصم کی مشہور قرائت ،جس کی سند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے،اس میں معوذتین موجود ہیں۔ ۲

ل وقد تأول القاضي أبو بكر الباقلاني في كتاب الانتصار وتبعه عياض وغيره ما حكى عن بن مسعود فقال لم ينكر بن مسعود كونهما من القرآن وإنما أنكر إثباتهما في المصحف فإنه كان يرى أن لا يكتب في المصحف شيئا إلا إن كان النبي صلى الله عليه وسلم أذن في كتابته فيه وكأنه لم يبلغه الإذن في ذلك قال فهذا تأويل منه وليس جحدا لكونهما قرآنا وهو تأويل حسن إلا أن الرواية الصحيحة الصريحة التي ذكرتها تدفع ذلك حيث جاء فيها ويقول إنهما ليستا من كتاب الله نعم يمكن حمل لفظ كتاب الله على المصحف فيتمشى التأويل المذكور وقال غير القاضي لم يكن اختلاف بن مسعود مع غيره في قرآنيتهما وإنما كان في صفة من صفاتهما انتهى وغاية ما في هذا أنه أبهم ما بينه القاضي ومن تأمل سياق الطرق التي أوردتها للحديث استبعد هذا الجمع وأما قول النووي في شرح المهذب أجمع المسلمون على أن المعوذتين والفاتحة من القرآن وأن من جحد منهما شيئا كفر وما نقل عن بن مسعود باطل ليس بصحيح ففيه نظر وقد سبقه لنحو ذلك أبو محمد بن حزم فقال في أوائل المحلى ما نقل عن بن مسعود من إنكار قرآنية المعوذتين فهو كذب باطل وكذا قال الفخر الرازي في أوائل تفسيره الأغلب على الظن أن هذا النقل عن بن مسعود كذب باطل والطعن في الروايات الصحيحة بغير مستند لا يقبل بل الرواية صحيحة والتأويل محتمل والإجماع الذي نقله إن أراد شموله لكل عصر فهو مخدوش وإن أراد استقراره فهو مقبول وقد قال بن الصباغ في الكلام على مانعي الزكاة وإنما قاتلهم أبو بكر على منع الزكاة ولم يقل إنهم كفروا بذلك وإنما لم يكفروا لأن الإجماع لم يكن استقر قال ونحن الآن نكفر من جحدها قال وكذلك ما نقل عن بن مسعود في المعوذتين يعني أنه لم يثبت عنده القطع بذلك ثم حصل الاتفاق بعد ذلك وقد استشكل هذا الموضع الفخر الرازي فقال إن قلنا إن كونهما من القرآن كان متواترا في عصر بن مسعود لزم تكفير من أنكرهما وإن قلنا إن كونهما من القرآن كان لم يتواتر في عصر بن مسعود لزم أن بعض القرآن لم يتواتر قال وهذه عقدة صعبة وأجيب باحتمال أنه كان متواترا في عصر بن مسعود لكن لم يتواتر عند بن مسعود فانحلت العقدة بعون الله تعالى قوله سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال قيل لي قل فقلت قال فنحن نقول كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القائل فنحن نقول إلخ هو أبي بن كعب ووقع عند الطبراني في الأوسط أن بن مسعود أيضا قال مثل ذلك لكن المشهور أنه من قول أبي بن كعب فلعله انقلب على راويه وليس في جواب أبي تصريح بالمراد إلا أن في الإجماع على كونهما من القرآن غنية عن تكلف الأسانيد بأخبار الآحاد والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب (فتح الباري للعسقلاني، ج۸، ص ۷۴۳،قوله سورة قل أعوذ برب الفلق)

۲ أجمع المسلمون على أن المعوذتين والفاتحة وسائر السور المكتوبة في المصحف قرآن وأن من جحد شيئا منه كفر وما نقل عن ابن مسعود في الفاتحة والمعوذتين باطل ليس بصحيح عنه قال ابن حزم في أول كتابه المجاز هذا كذب على ابن مسعود موضوع وإنما صح عنه قراءة عاصم عن زر عن ابن مسعود

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سورتوں کے درحقیقت قرآن مجید کا حصہ ہونے سے انکار نہیں فرمایا، بلکہ آپ نے ان دونوں سورتوں کی صفات اور خاصیتوں کے بارے میں اپنا موقف ذکر فرمایا کہ ان دونوں سورتوں کی خاصیت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے ہر قسم کے شرور و فتنوں سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔ ۱

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو قرآن مجید کا حصہ تو سمجھتے تھے، مگر انہوں نے ان دونوں سورتوں کو اپنے پاس دوسری سورتوں کے ساتھ لکھا ہوا نہیں تھا۔

اور جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اتفاق و اجماع سے ان سورتوں کو قرآن مجید کا حصہ تسلیم کیا گیا، تو وہی قرآن مجید کا مکمل اور یقینی نسخہ شمار ہوا۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وفيها الفاتحة والمعوذتان(المجموع شرح المهذب، ج۳،ص ۳۹۶، كتاب الصلاة)

قال أبو جعفر وصدق وقد كنا أخذنا قراء ة عاصم حرفا حرفا عن روح بن الفرج وحدثنا أنه أخذها عن يحيى بن سليمان الجعفي وأنه قال لهم حدثنا أبو بكر بن عياش قال قرأت على عاصم قال أبو بكر فقلت لعاصم على من قرأت فقال على السلمي وقرأ على علي وقرأ علي على النبي عليه السلام قال عاصم وكنت أجعل طريقي على زر فأقرأ عليه وقرأ زر على ابن مسعود وقرأ على النبي عليه السلام ولقد حدثني إبراهيم بن أحمد بن مروان الواسطي حدثنا محمد بن خالد بن عبد الله الواسطي قال سمعت حفص بن سليمان الكوفي عن عاصم قال قال أبو عبد الرحمن قرأت على علي فأكثرت وأمسكت عليه فأكثرت وأقرأت الحسن والحسين حتى ختما القرآن ولقيت زيد بن ثابت بحروف القرآن فما خالف عليا في حرف فلو أضاف مضيف قراء ة عاصم كلها إلى النبي عليه السلام لما كان معنفا(شرح مشكل الآثار للطحاوي، ج ۱ ص ۲۶۳،باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فيما تغرب فيه الشمس)

۱ قوله :(قيل لي) ، أي :إنهما من القرآن، وهذا كان مما اختلف فيه الصحابة ثم ارتفع الخلاف ووقع الإجماع عليه، فلو أنكر اليوم أحد قرآنيتهما كفر، وقال بعضهم :ما كانت المسألة في قرآنيتهما بل في صفة من صفاتهما وخاصة من خاصتهما، ولا شك أن هذه الرواية تحتملهما، فالحمل عليها أولى والله أعلم(عمدة القاري،حواله)

۲ وهذا مشهور عند كثير من القراء والفقهاء أن ابن مسعود كان لا يكتبهما في مصحفه، وحينئذ فقول النووي في شرح المهذب أجمع المسلمون على أن المعوذتين والفاتحة من القرآن وأن من جحد شيئا منها كفر، وما نقل عنه ابن مسعود باطل ليس بصحيح فيه نظر كما نبه عليه في الفتح إذ فيه طعن في الروايات الصحيحة بغير مستند وهو غير مقبول وحينئذ فالمصير إلى التأويل أولى، وقد تأول القاضي أبو بكر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہر حال امت کا اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ معوذتین قرآن مجید کا مستقل حصہ ہیں، اور قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد ایک سو چودہ (114) ہے، جن میں یہ دونوں سورتیں بھی داخل ہیں، اور اس کے خلاف جو بعض اقوال ہیں، وہ شاذ اور نا قابلِ اعتبار ہیں۔ [1]

اسی وجہ سے اجماع منعقد ہونے کے بعد جو کوئی شخص معوذتین یا کسی اور سورت کے قرآن مجید کا حصہ ہونے کا انکار کرے، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا۔

جہاں تک حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف معوذتین کے قرآن مجید کا حصہ ہونے کے انکار کی نسبت کا تعلق ہے، تو اس کے جوابات پہلے گزر چکے ہیں، علاوہ ازیں یہ بھی گزر چکا ہے کہ ممکن ہے کہ ان کو معوذتین کے قرآن مجید کا حصہ ہونا تواتر سے نہ پہنچا ہو، اور بعض حضرات کے بقول اس وقت تک اجماع بھی منعقد نہیں ہوا تھا، برخلاف بعد کے زمانہ کے۔

لہٰذا تواتر سے ثبوت اور اجماع منعقد ہونے کے بعد معوذتین کے قرآن مجید کا حصہ ہونے کا انکار کرنا کفر کہلائے گا، دلائل کے لحاظ سے یہی راجح ہے، اگرچہ اس میں اور بھی دیگر اقوال ہیں۔

اور بعض عبارات میں جو یہ مسئلہ مذکور ہے کہ بعد کا اجماع، پہلے اختلاف کے لئے رافع نہیں ہوتا،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الباقلانی ذلک بأن ابن مسعود لم ینکر قرآنیتهما وإنما أنکر إثباتهما فی المصحف فإنه کان یری أن لا یکتب فی المصحف شیء إلا إن کان النبی -صلی الله علیه وسلم -أذن فی کتابته فیه وکأنه لم یبلغه الإذن فی ذلک فلیس فیه جحد لقرآنیتهما، وتعقب بالروایة السابقة الصریحة التی فیها ویقول إنهما لیستا من کتاب الله.

وأجیب :بإمکان حمل لفظ کتاب الله علی المصحف فیتمشی التأویل المذکور قاله فی فتح الباری، ویحتمل أیضا أنه لم یسمعهما من النبی -صلی الله علیه وسلم -ولم یتواترا عنده، ثم لعله قد رجع عن قوله ذلک إلی قول الجماعة فقد أجمع الصحابة علیهما وأثبتوهما فی المصاحف التی بعثوها إلی سائر الآفاق(إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، سورة قل أعوذ برب الفلق)

[1] سور القرآن: انعقد إجماع الأئمة علی أن عدد سور القرآن مائة وأربع عشرة سورة، التی جمعها عثمان رضی الله عنه وکتب بها المصاحف، وبعث کل مصحف إلی مدینة من مدن الإسلام، ولا یعرج إلی ما روی عن أبی أن عددها مائة وست عشرة سورة، ولا علی قول من قال :مائة وثلاث عشرة سورة بجعل الأنفال وبراء ة سورة، وجعل بعضهم سورة الفیل وسورة قریش سورة واحدة، وبعضهم جعل المعوذتین سورة، وکل ذلک أقوال شاذة لا التفات إلیها.

وللتفصیل فی ترتیب نزول سور القرآن وآیاته وشکله ونقطه وتحزیبه وتعشیره وعدد حروفه وأجزائه وکلماته وآیه ینظر (مصحف). (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۳، ص ۳۹، مادة "قرآن")

اس لئے معوذتین کے قرآن کا حصہ ہونے کا انکار کفر نہیں ہے، تو اس کفر نہ ہونے کا تعلق اجماع منعقد ہونے سے پہلے زمانہ کے انکار سے ہے، نہ کہ بعد کے انکار سے۔ [1]

---

[1] والإجماع الذى نقله إن أراد شموله لكل عصر فهو مخدوش وإن أراد استقراره فهو مقبول وقد قال بن الصباغ فى الكلام على مانعى الزكاة وإنما قاتلهم أبو بكر على منع الزكاة ولم يقل إنهم كفروا بذلک وإنما لم يكفروا لأن الإجماع لم يكن استقر قال ونحن الآن نكفر من جحدها قال وكذلک ما نقل عن بن مسعود فى المعوذتين يعنى أنه لم يثبت عنده القطع بذلک ثم حصل الاتفاق بعد ذلک (فتح البارى للعسقلانى، ج۸، ص ۷۴۳، قوله سورة قل أعوذ برب الفلق)

وفى جواهر الفقه :يكفر من أنكر المعوذتين من القرآن غير مؤول، وقال بعض المتأخرين :كفر مطلقا أول أو لم يؤول، وفى بعض الفتاوى فى إنكار المعوذتين من القرآن اختلاف المشايخ، والصحيح أنه كفر، كذا فى مفتاح السعادة (مرقاة المفاتيح، ج ۲ ص ۶۹۸، باب القراء ة فى الصلاة)

ويكفر إذا أنكر آية من القرآن أو سخر بآية منه إلا المعوذتين ففى إنكارهما اختلاف .والصحيح كفره وقيل لا وقيل إن كان عاميا يكفر وإن كان عالما لا (البحر الرائق ، ج۵، ص ۱۳۱ ، كتاب السير، باب احكام المرتدين)

عدنان احمد خان
0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط50 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی دھمکیاں اور ’’رجلِ مومن‘‘ کی دعوت (حصہ اول)

فرعون نے جب یہ دیکھا کہ حضرت موسیٰ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بڑھتی ہی چلی جارہی ہے، اور حضرت موسیٰ ہی اس نئے دین کی بنیاد اور جڑ ہیں، اس لیے اس بنیاد ہی کو ختم کرنا چاہیے، لیکن اس کے درباریوں نے جو صحیح صورتِ حال سے واقف ہوچکے تھے، فرعون کو اس کام سے منع کردیا کہ کہیں اس سے ملک میں کوئی بڑی بغاوت ہی نہ کھڑی ہوجائے، لیکن فرعون نے کہا کہ مجھے اس کام سے نہ روکو، کیونکہ حضرت موسیٰ کو ختم کیے بغیر یہ سلسلہ ختم ہی نہیں ہوسکتا، اس لیے مجھے چھوڑو کہ میں اسے قتل کرادوں، اور وہ اپنے رب کو اپنی مدد کے لیے بلالے، ہم دیکھیں گے کس طرح وہ اسے قتل سے بچائے گا، اور مجھے اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تمہارا دین ہی نہ بدل دے، اور تمہاری قوم (یعنی شاہی خاندان) ہی اس کا دین قبول کرلے، اور وہ میری عبادت چھوڑ کر اس کے رب کی عبادت کرنے لگیں، اور اگر وہ اس میں کامیاب نہ بھی ہو، تو بھی قوم میں اختلاف ڈال کر کچھ لوگوں کو اپنی پارٹی ہی میں شامل کرلے گا۔ [1]

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّہٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْھِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ (سورۃ غافر، رقم الآیۃ ٢٦)

یعنی ’’اور فرعون نے کہا کہ لاؤ میں موسیٰ کو قتل ہی کرڈالوں، اور اسے چاہئے کہ اپنے رب کو

[1] بعض حضرات کے نزدیک فرعون کو کسی نے بھی روکا نہ تھا، مگر وہ محض اپنی بہادری جتلانے کے لئے یہ بات کہہ رہا تھا، لیکن چونکہ وہ خود بھی دل میں ڈرا اور سہما ہوا تھا، اس لئے وہ اس طرح بات کررہا تھا، ورنہ اگر خود اس کے دل میں خائف نہ ہوتا اور اس کام کا ارادہ کرلیتا تو اسے کون روکنے والا تھا؟

پکارلے۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ تمہارا دین بدل ڈالے گا، یا زمین میں فساد برپا کردے گا"۔

فرعون کے اس جملے میں کئی باتیں پوشیدہ ہیں، ایک یہ کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک فرعون بھانپ چکا تھا کہ پانی سر سے گزرنے کو ہے، اور یہ کہ اس مرحلے پر اگر موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر کے راستے سے نہ ہٹایا گیا، تو یہ طوفان اس کے اقتدار سمیت مصر کی عظیم الشان تہذیب اور مثالی روایات کو بھی بہالے جائے گا، دوسرے اس جملے سے اس کی بے چارگی بھی عیاں ہو رہی ہے، وہ مطلق العنان بادشاہ تھا، مگر اس کے باوجود اس نے اپنے وزراء اور امراء سے اس قرارداد کی منظوری کی درخواست کی، اس کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ وہ دیکھ رہا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے ہر طبقے کے لوگ متاثر ہو رہے ہیں، اس لیے اسے اندیشہ تھا کہ اگر اس تجویز پر تمام درباریوں کو اعتماد میں نہ لیا گیا، تو ردعمل کے طور پر کہیں سے کوئی بغاوت بھی جنم لے سکتی ہے۔ [1]

موسیٰ علیہ السلام کو جب اس کی دھمکی کی خبر ہوئی، تو انہوں نے اللہ کے ذریعہ اس کے شر سے پناہ مانگی، اور کہا کہ میں ہر اس متکبر سے جو یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے، اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ [2]

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ مُوسَىٰٓ إِنِّى عُذْتُ بِرَبِّى وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ

[1] كان قوله: ذروني أقتل موسى تمويها على قومه وإيهاما أنهم هم الذين يكفونه، وما كان يكفه إلا ما في نفسه من هول الفزع.وقال ابن عطية: الظاهر من أمر فرعون أنه لما بهرت آيات موسى انهد ركنه واضطربت معتقدات أصحابه، ولم يفقد منهم من يجاذبه الخلاف في أمره، وذلك بين من غير ما موضع في قصتهما، وفي ذلك على هذا دليلان: أحدهما: قوله ذروني، فليست هذه من ألفاظ الجبابرة المتمكنين من إنفاذ أوامرهم .والدليل الثاني: في مقالة المؤمن وما صدع به، وأن مكاشفته لفرعون خير من مساترته، وحكمه بنبوة موسى أظهر من تقريبه في أمره.

وأما فرعون، فإنه نحا إلى المخرقة والاضطراب والتعاطي، ومن ذلك قوله: ذروني أقتل موسى وليدع ربه: أي إني لا أبالي من رب موسى، ثم رجع إلى قومه يريهم النصحة والخيانة لهم، فقال: إني أخاف أن يبدل دينكم(تفسير البحر المحيط لابن حيان الاندلسي، ج۹ ص ۲۵۰، سورة غافر)

[2] (وقال موسى إني عذت بربي وربكم من كل متكبر لا يؤمن بيوم الحساب)أي عذت بالله ولجأت إليه [واستجرت]بجنابه أن يسطو فرعون وغيره علي بسوء وقوله (من كل متكبر) أي جبار عنيد لا يرعوي ولا ينتهي ولا يخاف عذاب الله وعقابه لأنه لا يعتقد معادا ولا جزاء (البداية والنهاية ، ج ا ص ۳۰۰، قصة موسىٰ الكليم)

الْحِسَابِ(سورة غافر، رقم الآية ٢٧)

یعنی ''اور موسیٰ نے کہا کہ میں نے تو ہر اس متکبر سے جو یومِ حساب پر ایمان نہیں رکھتا، اس کی پناہ لے لی ہے، جو میرا بھی رب ہے اور تمہاری بھی رب ہے''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ مومن کو اپنا معاملہ اپنے رب کے حوالے اور اس کی سپرد کرنا چاہیے، اور اسی پر ہمیشہ اپنا اعتماد و بھروسہ رکھنا چاہیے کہ ساری چیزیں اسی اللہ کے قبضۂ قدرت واختیار میں ہیں۔

اور یہ حقیقت بھی حضرت موسیٰ کی اس بات سے واضح ہوئی کہ سب کی ضرورتیں وحاجتیں پوری کرنے والا صرف ''اللہ'' ہی ہے، حضرات انبیائے کرام بھی اس کے محتاج ہیں۔

نیز حضرت موسیٰ کے اس مختصر جملے سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جس متکبر کا یومِ حساب پر ایمان نہ ہو، اس کے شرور وفتن سے بطورِ خاص پناہ مانگنے کی ضرورت ہے کہ ایسے متکبر اور ظالم شخص کو روکنے اور لگام دینے والی کوئی چیز نہیں ہو سکتی، جو یومِ حساب اور محاسبہ آخرت کے ایمان واعتقاد سے عاری اور محروم ہو، ایسوں کے ظلم وستم سے اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے، اس لئے ایسوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ مانگنے کی ضرورت ہے۔[1] (جاری ہے............)

---

[1] بعض حضرات نے یہاں دو برابر کے احتمال بیان کیے ہیں، جن میں سے کسی کو کسی پر ترجیح دینے کے لیے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔
ایک احتمال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اس وقت دربار میں خود موجود ہوں، اور فرعون نے ان کی موجودگی میں انہیں قتل کر دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہو، اور حضرت نے اس کو اور اس کے درباریوں کو خطاب کر کے اسی وقت برملا یہ جواب دے دیا ہو۔
دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں فرعون نے اپنی حکومت کے ذمہ دار لوگوں کی کسی مجلس میں یہ خیال ظاہر کیا ہو، اور اس گفتگو کی اطلاع حضرت موسیٰ کو اہلِ ایمان میں سے کچھ لوگوں نے پہنچائی ہو، اور اسے سن کر آپ نے اپنے متبعین کی مجلس میں یہ بات ارشاد فرمائی ہو۔
ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی ہو، حضرت موسیٰ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فرعون کی دھمکی ان کے دل میں ذرہ برابر بھی خوف کی کوئی کیفیت پیدا نہ کر سکی، اور انہوں نے اللہ کے بھروسے پر اس کی دھمکی کی کوئی پروا نہیں کی۔

وقال موسى لما سمع بما أجراه اللعين من حديث قتله إني عذت بربي وربكم من كل متكبر لا يؤمن بيوم الحساب قاله عليه السلام مخاطبا به قومه على ما ذهب إليه غير واحد، وذلك أنه لما كان القول السابق من فرعون خطابا لقومه على سبيل الاستشارة وإجالة الرأى لا بمحضر منه عليه السلام كان الظاهر أن موسى عليه السلام أيضا خاطب قومه لا فرعون وحاضريه بذلك، ويؤيده قوله تعالى: قال موسى لقومه استعينوا فى هذه القصة بعينها، وقوله تعالى هنا: وربكم فإن فرعون ومن معه لا يعتقدون ربوبيته تعالى واردة أنه تعالى كذلك فى نفس الأمر لا يضر فى كونه مؤيدا لأن التأييد مداره الظاهر، وصدر الكلام بأن تأكيدا وتنبيها على أن السبب المؤكد فى دفع الشر هو العياذ بالله تعالى(تفسير روح المعانى، ج ١٢ ص ٣١٦، ٣١٧، سورة غافر)

طب وصحت "سنوت" میں ہر مرض کی شفاء ہے حکیم مفتی محمد ناصر

کمون (یعنی زیرہ)

احادیث میں بیان کردہ "سنوت" کے مصداق میں محدثین نے "کمون" یعنی زیرہ کو بھی بیان کیا ہے۔ "کمون" عربی زبان میں زیرہ کو کہا جاتا ہے، اور انگریزی میں اسے Cumin کہا جاتا ہے۔

زیرہ کا تعلق سونف کے خاندان سے ہے، مگر زیرہ سونف سے چھوٹے اور کسی قدر خمیدہ ہوتے ہیں، زیرہ گرم مصالحے کا ایک خاص جزو ہے، اور یہ کھانوں میں عام استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کہ پلاؤ، کڑی یا پھر رائتہ وغیرہ، لیکن زیرہ متعدد طبی فوائد کا بھی مالک ہے اور کئی بیماریوں کو اپنے خواص کے ذریعے زیر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، نیز نظامِ ہضم اور پیٹ کے امراض کے لئے زیرہ خاص طور پر مفید ہے، غذا کو ہضم وجذب کرنے کے علاوہ جسم سے زہریلے مادے خارج کرنے میں بھی زیرہ کا استعمال مؤثر ومفید ہوتا ہے، اس کے علاوہ پیٹ میں گیس وریاح اور اپھارہ پن کو بھی زیرہ ختم کرتا ہے۔

زیرہ دو قسم کا ہوتا ہے، کالا زیرہ اور سفید زیرہ۔ [1]

زیرہ کا مزاج

محققین نے کالا زیرہ اور سفید زیرہ، دونوں کے مزاجوں میں فرق بیان کیا ہے، چنانچہ سفید زیرہ کو گرم تر (یعنی قشری اعصابی) قرار دیا ہے، جبکہ کالا زیرہ کو گرم خشک قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: المفردات الاسلامی، صفحہ 91 وصفحہ 92، وصفحہ 187، مصنفہ: حکیم فیض محمد فیض، مطبوعہ: فیض الحکمت، اسلامیہ کالج، اوکاڑہ")

---

[1] سفید زیرہ اور کالے زیرے کے علاوہ کالی زیری کے نام سے بھی ایک قسم کے تخم یعنی بیج پائے جاتے ہیں، مگر کالی زیری، سفید وسیاہ زیرہ کی مذکورہ دونوں اقسام کے علاوہ ایک تیسری چیز ہے۔
کالی زیری خشک گرم مزاج کے حامل تلخ سیاہ رنگ کے بیج ہیں، جو بلغمی کھارے مادے کی علامات کو صاف کرنے میں مجرب ہیں۔

سفید زیرہ

سفید زیرہ کا مزاج قشری اعصابی (یعنی گرم تر) ہے، لہٰذا سفید زیرہ میں گرم تر مزاج کے مطابق تاثیر پائی جاتی ہے، سفید زیرہ خوشبودار ہوتا ہے، اس لئے سفید زیرہ کو سالن میں ڈالنے سے سالن نہایت خوشبودار بن جاتا ہے۔

سفید زیرہ قوت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے، اس لئے ہاضمہ کے چورنوں کا ایک خاص جزو ہے، معدے کی رطوبتوں کو دُور کر کے بھوک بڑھاتا ہے، زیرہ معدہ، جگر اور آنتوں کو قوت بخشتا ہے، پھیپھڑوں کو قوی کر کے عملِ تنفس کو بہتر کرتا ہے، اور گرمی پیدا کرتا ہے، اور ریاح اور وروموں کو تحلیل کرتا ہے۔

زیرہ قوتِ باہ کو بھی تقویت دیتا ہے، اور ایسے افراد جن کا مادہ منویہ کم بنتا ہو، ان کے لئے سفید زیرہ بہترین دواء ہے، کیونکہ سفید زیرہ مادۂ منویہ کو پیدا کرتا ہے۔

سفید زیرہ رطوبت کی پیدائش کے ساتھ ساتھ حرارت وصفراء کو بھی خارج کرتا ہے۔

سفید زیرہ کا جوشاندہ اور اس کا کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا، زچہ کی چھاتی کا دودھ بڑھانے کے لئے مفید ہے، اس کے لئے ایک پاؤ دودھ میں ایک چمچ سفید زیرہ اُبال کر پینا مفید ہے۔

سفید زیرہ گرم تر ہے، اور اس میں گرم کھار ہونے کی صلاحیت پائی جاتی ہے، نیز گرم کھار اشیاء میں اعضاء کو صاف کرنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے، اس لئے چہرے کی رنگت صاف کرنے، اور چہرے کے داغ دھبوں کو دُور کرنے کے لئے بھی زیرہ مفید ہے۔

قد بڑھانے کے لئے بھی سفید زیرہ کا استعمال فائدہ مند ہوتا ہے، اس کے لئے چھوٹے بچوں کی غذا میں تھوڑا سا سفید زیرہ شامل کر لینا مناسب ہے۔

زیرہ کا استعمال آنتوں اور پیشاب کی نالی کی سوزش، اور بول و براز کی جلن کی صورت میں تسکین کا ذریعہ ہے، زیرہ پیٹ کے کیڑوں کو بھی ختم کرتا ہے۔

سفید زیرہ کو گردے اور مثانہ کی پتھری کی دواؤں میں شامل کر کے بھی استعمال کرایا جاتا ہے، چنانچہ سفید زیرہ گردے اور مثانے کی پتھری کو خارج کرتا ہے۔

سر دخشک امراض میں سفید زیرہ، تخمِ جرجیر (یعنی تارامیرا کے بیج) اور ہلدی ہم وزن مصفی خون دواء ہے، 1 تا2 گرام صبح وشام کھلانے سے سوداوی (مخاطی) زہریلے مادے صاف کرنے میں مجرب ہے، مثلاً چنبل، پرانی گلٹیاں، خارش، نزلہ، چہرے کے سیاہ داغ وغیرہ، چند دن کے استعمال سے ختم ہو جاتے ہیں، یہی دواء شہد کے شربت کے ساتھ کھلانا مزید فائدہ مند ہے۔اس کے علاوہ ہاضمے اور معدے کے درد کے لئے سفید زیرہ، سونٹھ اور اجوائن ہم وزن باریک پیس کر صبح شام 3،3 گرام ہمراہ پانی کھلانا فائدہ مند ہوتا ہے۔

ہائی بلڈ پریشر کے لئے سفید زیرہ کا ایک چمچ ایک گلاس پانی میں بھگو کر رکھ دیں، اور صبح چھان کر یہ خیساندہ پی لیں، یہ ہائی بلڈ پریشر کے لئے مفید ہے۔

اس کے علاوہ ایک گلاس پانی میں دو چمچے زیرہ ڈال کر رات بھر کے لیے بھگو دیں، صبح اس کو اُبال کر چھان لیں اور مشروب میں آدھا لیموں نچوڑ دیں، اس مشروب کو دو ہفتوں تک نہار منہ استعمال کیا جائے، یہ موٹاپے اور جسم کی چربی میں کمی کے لئے مفید ہے۔

وزن کم کرنے کے لئے سفید زیرے کو لیموں اور ادرک کے پانی کے ساتھ رات کے کھانے کے بعد پینا فائدہ مند ہے۔

خواتین کے مخصوص مسائل کے لئے سفید زیرہ نہایت مفید ہے، چنانچہ سفید زیرہ کا قہوہ تکلیف سے آنے والے حیض کے لئے مفید ہے۔

زیرہ میں وٹامن ای پایا جاتا ہے جو کہ بڑھتی عمر کے اثرات کو روکتا ہے، جیسے کہ جھریاں پڑنا، عمر کے ساتھ جلد پر پڑنے والے دھبے یا پھر جلد کا لٹکنا وغیرہ۔اس کے علاوہ زیرہ قبل از وقت عمر کے بڑھنے کی علامات کی روک تھام بھی کرتا ہے، غرضیکہ زیرہ میں ایسے اجزاء پائے جاتے ہیں جو کہ انسان کو ایک خوبصورت جلد مہیا کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی زیرے کے بہت سے فوائد ہیں جن میں کولسٹرول کو کم کرنا، دل کے دورے کے خطرات کو کم کرنا، یادداشت بہتر بنانا، قوت مدافعت کو بڑھانا، خون کی کمی کو دور کرنا اور ہاضمے کے عمل کو بہتر بنانا شامل ہے، نیز گردوں کے امراض کے لئے بھی سفید زیرہ کا استعمال فائدہ مند ثابت ہوا

ہے۔ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوے میں ہونے والی جلن کے لیے ایک چھوٹا چمچ زیرہ چار لیٹر پانی میں اُبال لیں، اور پیاس کی صورت میں یہی پانی چند دن پینا مفید ہے۔

کالا زیرہ یا سیاہ زیرہ

کالا زیرہ یا سیاہ زیرہ قشری عضلاتی یعنی گرم خشک مزاج کا حامل ہے، مقوی قلب دواء ہے۔

کالا زیرہ خوشبودار ہاضم بھی ہے، اور مناسب مرکبات کے ساتھ کالا زیرہ کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

کالا زیرہ بلغم کو کم کرتا ہے، کثرتِ پیشاب، جریان، شوگر، اور آتشکی زہر کو صاف کرنے میں مجرب ہے، کالا زیرہ کا لگاتار استعمال بدن کو دُبلا کرتا ہے۔

سیاہ زیرہ سرکے میں بھگو کر اور خشک کر کے کھانے سے مٹی کھانے کی عادت دور ہوتی ہے۔

گِرتے بالوں یا پتلے اور باریک بالوں کے لئے سیاہ زیرہ کا پاؤڈر اور زیتون کا تیل ہم وزن ملا کر غسل کرنے کے بعد بالوں میں لگانا مفید ہے، ہفتہ میں تین بار اس تیل کا استعمال گِرتے بالوں کے لئے مفید ہے۔

لمبے، گھنے اور چمکدار بال حاصل کرنے کے لیے کالا زیرہ آدھا چائے کا چمچ ایک کپ پانی میں دس منٹ تک اُبال لیں، ٹھنڈا ہونے پر اسے چھان لیں، اب اس پانی میں انڈے کی زردی کو اچھی طرح سے مکس کر لیں، اس میں زیتون کا تیل بھی شامل کیا جاسکتا ہے، اس مکسچر سے بالوں میں مساج کریں اور آدھے سے ایک گھنٹہ تک بالوں میں لگا رہنے دیں، پھر دھو لیں، بہترین نتائج کے لیے یہ عمل ہفتہ میں ایک مرتبہ کیا جاسکتا ہے۔ الغرض زیرہ نہایت مفید دواء ہے، زیرہ کی اسی افادیت کی وجہ سے برسوں سے آزمودہ جوارش کمونی کا نام ہی، زیرہ یعنی کمون کے نام پر رکھا گیا ہے، گویا جوارش کمونی کا جزوِ اعظم زیرہ ہے، اور ہاضمے کے لئے بنائے جانے والے چورنوں میں زیرہ کا استعمال عام طور پر کیا جاتا ہے۔

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب و روز

☐......24ربیع الاول، یکم/8/15/22ربیع الآخر1441ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ و مسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے، 8ربیع الآخر کو بندہ محمد ناصر نے مسجد ادارہ غفران میں اور مسجد نسیم میں مولانا محمد ریحان صاحب نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔

☐......26ربیع الاول، اور3/10/اور17ربیع الآخر1441ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں۔

☐......28/ربیع الاول بروز جمعرات تعمیرِ پاکستان سکول کے آفس اسسٹنٹ جناب رضوان احمد صاحب کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا، بندہ نے نمازِ جنازہ پڑھایا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرتِ کاملہ فرمائے، اور پسِ ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

☐......4/ربیع الآخر بروز پیر شعبہ حفظ کے طالبِ علم وحید اللہ کے گردان کی تکمیل کے موقع پر مفتی محمد یونس صاحب نے طلبۂ حفظ کو نصائح فرمائیں، اور آخر میں دعاء فرمائی۔

☐......15/ربیع الآخر بروز جمعہ بعد عشاء حضرت مفتی صاحب مدیر نے اپنے صاحبزادے حافظ محمد عفان صاحب کا جناب رضوان احمد صاحب (آفس اسسٹنٹ: تعمیرِ پاکستان سکول) کی دختر کے ساتھ مسجدِ غفران میں نکاحِ مسنون پڑھایا۔

☐......21/ربیع الآخر بروز جمعرات جناب رضوان احمد صاحب کی دختر کی رُخصتی عمل میں آئی۔

☐......22/ربیع الآخر بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء حافظ محمد عفان صاحب کے ولیمہ کی تقریب عمل میں آئی، اللہ تعالیٰ زوجین کے اس رشتہ میں برکت عطا فرمائے۔آمین

آئینۂ احوال

(صفحات:780)

ماہ نامہ ''التبلیغ'' راولپنڈی میں، شائع ہونے والے معاشرت، اخلاقیات، معاملات اور سیاسیات کے گرد گھومتے تجزیوں و تبصروں پر مشتمل اداریوں کا پہلا مجموعہ

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

اخبارِ عالم　　**مولانا غلام بلال**

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/نومبر/2019ء/ 23/ربیع الاول/1441ھ: پاکستان: اپوزیشن لیڈر شہباز شریف کا بطور چیئرمین پی اے سی استعفیٰ منظور، استعفیٰ کا اطلاق 20 نومبر سے ہوگا 22/نومبر: پاکستان: لیفٹیننٹ جنرل ندیم رضا چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی مقرر، 27 نومبر کو جنرل زبیر محمود حیات کی جگہ چارج لیں گے عالمی بینک کا 4 برس بعد پاکستان کی بجٹ امداد بحال کرنے کا فیصلہ 23/نومبر: پاکستان: شرح سود 13.25 فیصد برقرار، مہنگائی بلندی پر، چند ماہ میں کمی آئے گی، سٹیٹ بینک 24/نومبر: پاکستان: قرآن کی بے حرمتی، نارویجن سفیر کی دفتر خارجہ طلبی، شدید احتجاج، سیاسی رہنماؤں کی مذمت، مظاہرے، معاملہ او آئی سی میں اٹھانے کا فیصلہ 25/نومبر: پاکستان: سبزیوں، پھلوں اور گوشت کی قیمتیں کنٹرول نہ ہوسکیں، انتظامیہ بے بس 26/نومبر: پاکستان: پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کی تیاریاں، ووٹر لسٹیں آویزاں، صوبائی الیکشن کمیشن نے ووٹر کی تصدیق، اندراج، افسران لگانے کی حکمتِ عملی تیار کرلی 27/نومبر: پاکستان: پنجاب میں زکاۃ کمیٹیاں تشکیل، 6 ارب بجٹ منظور، گزارہ الاؤنس میں 500 روپے اضافہ 28/نومبر: پاکستان: ای سی سی اجلاس، تیل وگیس کی تلاش کے لیے سرمایہ کاری بڑھانے، کاروباری سہولتیں بہتر بنانے کی منظوری 29/نومبر: پاکستان: مسلم لیگ ن کے رانا تنویر حسین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے متفقہ چیئرمین منتخب ای سی سی اجلاس، گندم کی امدادی قیمت 1365 روپے من، بجلی نرخ 26 پیسے یونٹ بڑھانے کی منظوری 30/نومبر: پاکستان: اعلیٰ عدلیہ میں تقرری، پارلیمانی کمیٹی امیدوار جج کا انٹرویو کرے گی، پیش نہ ہونے والے کی نامزدگی مسترد، قواعد وضوابط میں ترامیم منظور پنجاب کابینہ، گنے کی امدادی قیمت میں 10 روپے اضافہ، 190 روپے فی من مقرر وفاق اور پنجاب کی بیوروکریسی میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں یکم/دسمبر: پاکستان: ڈیزل 2.90 روپے، پٹرول 25 پیسے، مٹی کا تیل 83 پیسے لٹر سستا 2/دسمبر: پاکستان: پاک چین آزاد تجارتی معاہدے کا دوسرا مرحلہ موثر العمل ہوگیا، پاکستانی تاجر صفر ڈیوٹی کی شرح پر 313 نئی مصنوعات چین برآمد کرسکیں گے 3/دسمبر: پاکستان: پاکستان کی عالمی کریڈٹ ریٹنگ منفی سے مستحکم، سٹاک مارکیٹ میں تیزی، انڈیکس 40142 پر پہنچ گیا 4/دسمبر: پاکستان: سرگودھا 20 افراد کا اجتماعی قتل، جعلی پیر اور 3 ساتھیوں کو 27،27 مرتبہ سزائے موت، 100 سال قید 5/دسمبر: پاکستان: آئندہ سال 2 لاکھ پاکستانی فریضہ حج ادا کریں گے، سعودی عرب سے معاہدہ کلائمیٹ چینج

فہرست، پاکستان 33 سے 100ویں نمبر پر آ گیا،طویل مدتی نقصان میں 2019 کی فہرست میں پاکستان کا نمبر8واں تھا ☜ جسٹس گلزار اگلے چیف جسٹس مقرر، صدر کی منظوری، نوٹیفکیشن جاری ☜ 6/دسمبر: پاکستان: مقبوضہ کشمیر، بھارتی جبر کا123واں روز، سویڈن نے ثالثی کی پیشکش کردی، کرفیو اٹھانے کا مطالبہ،شہری خوف میں مبتلا، مواصلاتی نظام کی بندش، مشکلات بڑھ گئیں، سول سوسائٹی عالمی اتحادِ یوکس مانیٹر کا لاک ڈاؤن پر اظہارِ تشویش، 4اگست سے 51سو کشمیریوں کو گرفتار کیا، بھارتی وزیرِ مملکت داخلہ کا اعتراف ☜ 7/دسمبر: پاکستان: ایشیائی ترقیاتی بینک نے پاکستان کے لیے ایک ارب 30 کروڑ ڈالر قرض کی منظوری دے دی، قرضہ آئی ایم ایف کے اصلاحاتی پروگرام کا حصہ ہے ☜ 8/دسمبر: پاکستان: افغانستان میں قیامِ امن کے لیے طالبان اور امریکہ کے درمیان قطر میں پھر مذاکرات ☜ 9/دسمبر: پاکستان: تبادلوں کا دوسرا مرحلہ، پنجاب حکومت نے اسسٹنٹ کمشنر عہدہ کے 86افسر تبدیل کردیے ☜ 10/دسمبر: پاکستان: تمام سرکاری یونیورسٹیز کے تھرڈ پارٹی آڈٹ کا فیصلہ، مقصد یونیورسٹیز کو وی سیز کی جاگیر کے بجائے علم وتحقیق کا گھوارا بنانا ہے ☜ 11/دسمبر: پاکستان: جج ویڈیو کیس، ہائیکورٹ فیصلے میں آزاد ہے، سپریم کورٹ نے نواز شریف کی اپیل نمٹادی ☜ 12/دسمبر: پاکستان: زرداری کی 2 نیب ریفرنسز میں طبی بنیادوں پر ضمانت منظور، جرم ثابت ہونے تک بے گناہ ہوں گے، اسلام آباد ہائیکورٹ ☜ لاہور، وکلاء کا ہسپتال پر دھاوا، توڑ پھوڑ، 3مریض جاں بحق، وزیرِ اطلاعات پر بھی تشدد، ڈاکٹر، طبی عملہ بھاگ اٹھا، وزیرِ اعظم کا نوٹس ☜ 13/دسمبر: پاکستان: سوئزرلینڈ نے پاکستان سمیت 18ملکوں کو بنک اکاؤنٹس تفصیلات دینے کی منظوری دے دی ☜ 14/دسمبر: پاکستان: سٹاک مارکیٹ، 41ہزار پوائنٹس کی حد بحال، سونا 150روپے سستا ☜ 15/دسمبر: پاکستان: گاڑیوں کی ملکیت منتقلی کے لیے بائیومیٹرک لازمی قرار، یکم جنوری سے قبل گاڑی اپنے نام منتقل کرنے کی ہدایت، ایکسائز ☜ 16/دسمبر: بھارت: مسلم مخالف بل، بھارت بھر میں مظاہرے، جھڑپیں، ٹرینیں، انٹرنیٹ بند، 6ہلاک ☜ 17/دسمبر: پاکستان: ٹیکسٹائل ڈویژن ختم، دفاتر وزارت تجارت میں ضم ☜ 18/دسمبر: پاکستان: غداری کیس، جنرل ریٹائرڈ پرویز مشرف کو سزائے موت، خصوصی عدالت نے 1-2 سے فیصلہ سنایا ☜ یکم جنوری سے گھریلو صارفین کے لیے گیس 214فیصد تک مہنگی، تندور صارفین 245، کمرشل، سی این جی سیکٹر 31، فرٹیلائزر سیکٹر کے لیے 153فیصد مہنگی ہوگی، اوگرا نے فیصلہ دے دیا ☜ 19/دسمبر: پاکستان: پنجاب اسمبلی، بلدیاتی، ویلیج پنچایت اینڈ نیبر ہڈ کے ترمیمی بل منظور ☜ 20/دسمبر: پاکستان: کنٹرول لائن، بھارتی فائرنگ سے 2شہری شہید، پاک فوج کے 3جوانوں سمیت 5زخمی، بھرپور جوابی کاروائی، بھارتی چوکی تباہ۔

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Laziza Murgh Pulao®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:
چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی
051-8489611
0300-9877045

Website for Order:
www.lazizamurghpulao.com
Contact All Branches:
51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی
051-8772884 0334-8082229

برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفاء ہے

جسم کا درد
ڈپریشن
ہائی بلڈ پریشر
عرق النساء
بواسیر
موٹاپا
گھٹنیا
یرقان
درد شقیقہ
بانجھ پن
ہارمونز کا مسئلہ
یورک ایسڈ
معدہ
شوگر
جوڑوں کا درد
جسم کا سُن ہوجانا
کولیسٹرول

اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

APS

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہریار صاحب

زیرِ انتظام

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking, Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK
The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: بابا جی عبد الشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دار العلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہو گیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

0321-5247791